REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-43

جلد ۴۲ شمارہ ۱۸

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:
بذریعہ ہوائی ڈاک
۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

ایڈیٹر:
منیر احمد خادم
نائبین:
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

۱۳ ذیقعدہ ۱۴۱۳ ہجری | ۶ ہجرت ۱۳۷۲ ہش | ۶ مئی ۱۹۹۳ء

بغیر سچی پاکیزگی کے کسی طرح رہائی نہیں

کلماتِ طیبات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

"پس اے نادانو خوب سمجھ لو اے غافلو خوب سوچ لو کہ بغیر سچی پاکیزگی ایمانی اور اخلاقی اور اعمالی کے کسی طرح رہائی نہیں اور جو شخص ہر طرح سے گندہ رہ کر پھر اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کو نہیں بلکہ وہ اپنے تئیں دھوکا دیتا ہے اور مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر نہیں اٹھا لیتے اور رسول کریم کے پاک جوئے کے نیچے صدق دل سے اپنی گردنیں نہیں دیتے اور راستبازی کو اختیار نہیں کرتے اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے اور انسانیت اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبر سے کرسیوں پر بیٹھتے ہیں اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے۔ مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں اور غریبوں اور مسکینوں کی عزت کرتے اور عاجزوں کو تعظیم سے پیش آتے ہیں اور کبھی شرارت اور تکبر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے رب کریم کو یاد رکھتے ہیں اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں .... میری جان اسی شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا"

(شہادت القرآن اشتہار التوائے جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء)

خلاصہ خطبہ جمعہ

جو لوگ اپنے آباء کے ذکر کو زندہ رکھتے ہیں ان کی عظیم خوبیاں قوموں میں زندہ رہتی ہیں

اگر ہم اپنی نسلوں کی صحیح تربیت کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے بزرگ آباء کے حوالے سے اپنی اعلیٰ روایات کو زندہ رکھنا ہوگا

لندن ۳۰ اپریل (ایم۔ٹی۔اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے سورہ مریم کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا۔ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا۔

(مریم ۶۰ تا ۶۲)

پھر فرمایا:

مختلف جماعتوں میں یا اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں یا مجالس شوریٰ۔ اس سلسلے میں مجھے متعلقہ جماعتوں کی طرف سے یہ پیغامات ہیں کہ آج کے جمعہ میں اگر ہمارا ذکر کرتے ہوئے بھی کچھ نصائح ہو جائیں تو ہم ممنون ہوں گے۔ ان میں ایک تو صوبہ سرحد (پاکستان) ہے دوسرے یوگنڈا (مشرقی افریقہ) جہاں سالانہ جلسے منعقد ہو رہے ہیں اسی طرح جماعت جرمنی میں مجلس شوریٰ ہو رہی ہے اور مجلس اطفال الاحمدیہ (پاکستان) کا سالانہ تربیتی اجتماع ہو رہا ہے۔ کل سے جماعت سپین کی مجلس شوریٰ پیدرو آباد میں شروع ہوگی تو دو حصے ہیں ایک تو اجتماعات کا اور ایک شوریٰ کا۔ حضور نے فرمایا سب سے پہلے تو میں اجتماعات میں شریک ہونے والوں کو بعض نصیحتیں کروں گا۔ اور اسی حوالے سے دنیا بھر کی جماعتوں کو بھی اجتماعی طور پر نصیحت کرتا ہوں اور اس کے بعد انشاء اللہ مجلس شوریٰ کے متعلق بعض اہم بنیادی امور کی وضاحت کروں گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایمان افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا تعلق تربیت سے ہے اور تربیت کے اس حصے سے ہے جس کا قوموں کی زندگی اور بقا سے تعلق ہے۔ اللہ فرماتا ہے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ جو نیک لوگ تھے جنہوں نے اپنے پیچھے بعض ایسی اولادیں چھوڑیں جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور اپنے نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے لگے فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا عنقریب وہ اس کا بد نتیجہ غیّا کی شکل میں دیکھیں گے۔ یعنی گمراہی ناکامی جہالت اور بالآخر ہلاکت کا منہ دیکھیں گے۔ ہاں وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے ہوئے زندگی گزاری یہ لوگ جنتوں میں داخل کئے جائیں گے اور ان کے اعمال کی جزاء میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ یہ ہمیشگی کی جنتیں ہیں۔ رحمٰن خدا نے اپنے بندوں سے غیب سے ان جنتوں کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ اور وہ ضرور اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا ہم اس وقت صدی کے اس سر پر کھڑے ہیں جہاں ہمیں نئے زمانے کے چیلنج کا سامنا ہے ہم اسی جگہ کھڑے ہیں جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی نسل یعنی صحابہ کرام کے بعد ان کے تابعین (باقی صفحہ ۱۵ پر)

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد خادم ... پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۶ وفاء ۱۳۷۲ ہش

واقفینِ نو - روحانی مجاہدین کا ایک مبارک قافلہ

تاریخ انبیاء علیہم السلام سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ خدا کے دین کی اشاعت کے لئے اپنی اور اپنے بچوں کی زندگیاں قربان کرتے رہے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی ہمیشہ کے لئے محفوظ کردی گئی ہے اور حضرت مریم علیہا السلام نے تو قبل از ولادت ہی اپنی ہونے والی اولاد کو دنیا کے بکھیڑوں سے آزاد کرکے وقف کر دیا تھا امت محمدیہ میں بھی ہزاروں لاکھوں لوگ گذرے ہیں جنہوں نے اس سنت کو زندہ کرنے کے لئے عملی اقدام کئے۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں بھی مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء نے وقتاً فوقتاً مختلف تحاریک کے ذریعہ اس وصف کو زندہ کیا اور وقف زندگی، وقف عارضی، وقف بعد از ریٹائرمنٹ کے ذریعہ افراد جماعت احمدیہ نے دین اسلام کی اشاعت کے لئے جان و وقت کی قربانی میں حصہ لیا ہے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر دوسری صدی میں پڑنے والی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے ادا کرنے کی خاطر ۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو وقف نو کی بابرکت تحریک فرمائی تاکہ عظیم الشان روحانی مقصد کے لئے تیار کی جانے والی فوج کا پیدائش سے پہلے سے ہی پاک نیت کے ساتھ محبت و پیار کے ماحول میں عمدہ تربیت کے ذریعہ ایک ایسا تحفہ پروان چڑھایا جائے جس کی گھٹی میں خدا اور اس کے رسول کی محبت رچ بس جائے۔ اس پاک نیت کے ساتھ جنہوں نے خدا تعالیٰ سے اولاد مانگی اور ان کو عطا بھی ہوئی اور انہوں نے اسے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پیش کر دیا وہ والدین اور وہ بچے انتہائی خوش نصیب اور ہزار صد مبارک ہیں۔ اس مبارک تحریک کا اعلان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا :-

"یہ تحریک میں اس لئے کر رہا ہوں تاکہ آئندہ صدی میں واقفین بچوں کی ایک عظیم الشان فوج ساری دنیا سے آزاد ہو رہی ہو۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی غلام بن کر اگلی صدی میں داخل ہو رہی ہو اور ہم چھوٹے بڑے بچے خدا کے حضور تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہوں"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ اپریل ۱۹۸۷ء)

ان کی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا :-

"بچوں کی یہ جو تازہ کھیپ آنے والی ہے اور اس میں ہمارے پاس خدا کے فضل سے بہت سا وقت ہے اور اگر اب ہم ان کی پرورش اور تربیت سے غافل رہیں گے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔ اور پھر ہرگز یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اتفاقاً یہ واقعات ہو گئے اس لئے والدین کو چاہیئے کہ ان بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں اور بعض تربیتی امور کی طرف خصوصیت سے توجہ دیں اگر خدا نخواستہ وہ سمجھتے ہوں کہ بچہ اپنی افتاد طبع کے لحاظ سے وقف کا اہل نہیں ہے تو ان کو دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ جماعت کو مطلع کرنا چاہیئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

اس سلسلہ میں حضور انور نے جو تفصیلی ہدایات اپنے خطبات میں دی ہیں وہ ہم سب کے لئے مشعل راہ ہیں فرمایا بچوں میں خدا اور اس کے رسول کی محبت پیدا کریں۔ نماز کا پابند بنائیں قرآن کی تعلیمات پر عمل کرائیں اور تلاوت کرنے والے ہوں نظام جماعت کی اطاعت اور خلافت سے محبت کرنے والے ہوں تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہوں۔ اعلیٰ اخلاق۔ وفا۔ دیانت۔ امانت۔ تقویٰ۔ قناعت۔ تحمل۔ صبر برداشت۔ محنت۔ بلند عزم کے حامل ہوں۔ جھوٹ، غصہ بے ہودہ مذاق، دوسروں کو حقیر جاننا اور بری باتوں و حرکتوں سے اجتناب کریں۔ علم وسیع کرنے کے لئے اچھے رسائل و کتب کے مطالعہ کی عادت پیدا کریں۔ اردو عربی زبان کے علاوہ چینی، روسی، اسپینش، فرانسیسی اور انگریزی میں سے کوئی زبان سکھائیں۔

ان بنیادی باتوں کے ساتھ ساتھ ان معصوم بچوں کی اصلاح و روحانی ترقی کے لئے والدین کو اپنے اعمال و اخلاق میں پاکیزہ تبدیلی پیدا کرنی ہوگی خود کو ایسے اعلیٰ اخلاق و کردار کا حامل بنانا ہوگا جو ان کونپلوں کے لئے روحانی کھاد کا کام دے اور ان کو سرسبز و شاداب پھلدار درختوں میں تبدیل کر دے جو بچے اس تحریک کے وقت ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے چھ سال کے اس عرصہ میں وہ اپنے گھروں میں اپنے ماں باپ اور دیگر رشتے داروں سے نہایت پیاری توتلی زبان میں باتیں کر رہے ہوں گے۔ اور کچھ نے تو اب اسکولوں میں اپنے اساتذہ اور دیگر ساتھی بچوں کے درمیان اپنی نمایاں طفلانہ شخصیت کے جوہر بالکل اسی طرح دکھانے شروع کر دیئے ہوں گے۔ جیسے کسی باغ کی خوبصورت کیاری میں بعض پھول اپنی خوشبو، تازگی اور خوبصورتی کے ذریعہ دیکھنے والوں کے من کو موہ لیتے ہیں یہ وقت ہے کہ ان تازہ کونپلوں کی آبیاری و حفاظت میں خصوصی کوششوں کو بروئے کار لایا جائے تا ایسا نہ ہو کہ یہ معصوم کلیاں قوم کی امید بننے کی بجائے زہریلی ہواؤں کا شکار ہو جائیں۔

واقفین نو دنیا کے عام بچوں کی طرح نہیں اور نہ ہی عام واقفین کی طرح ہیں یہ ایسی کھیپ ہے جس کی تحریک سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے منشاء الٰہی کے ماتحت کی تاکہ اگلی صدی کی ذمہ داریوں کی کما حقہ ادائیگی کے لئے روحانی فوج کے طور پر تیار ہو۔ قومی وعدہ کر کے اور قوم کو اپنے نونہال کی امید دلا کر اس کی پرورش اور تربیت سے غافل ہونے والا زیاں (باقی صفحہ ۱۳ پر)

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

اصل خزانہ گھر میں ہے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ مارچ ۱۹۹۳ء (بدر مجریہ ۲۲ اپریل ۹۳ء) میں فرمایا تھا کہ معاشرے کو اچھا بنانے کے لئے ضروری ہے کہ گھر سکینت کا مرکز ہو۔ اس ضمن میں حضور انور نے محترم عبید اللہ علیم صاحب کی درج ذیل نظم کی مثال دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ عبید اللہ علیم صاحب کی نظم کی طرح اصل خزانہ تو گھر میں ہے جب انسان گھر میں لوٹتا ہے تو گھر میں ہی سکون پاتا ہے حضور انور نے فرمایا تھا کہ عبید اللہ علیم صاحب کی یہ نظم آپ کو بہت پسند ہے چنانچہ محترم موصوف کی یہ نظم قارئین بدر کی ضیافت طبع کے لئے پیش کی جا رہی ہے۔

(ایڈیٹر)

باہر کا دھن آتا جاتا اصل خزانہ گھر میں ہے
ہر دھوپ میں جو مجھے سایا دے وہ سچا سایا گھر میں ہے

پاتال کے دُکھ وہ کیا جانیں جو سطح پہ ہیں ملنے والے
ہیں ایک حوالہ دوست مرے اور ایک حوالہ گھر میں ہے

مری عمر کے اک اک لمحے کو میں نے قید کیا ہے لفظوں میں
جو ہارا ہوں یا جیتا ہوں وہ سب سرمایا گھر میں ہے

تو ننھا منا ایک دیا میں ایک سمندر اندھیارا
تو جلتے جلتے بجھنے لگا اور پھر بھی اندھیرا گھر میں ہے

کیا سوانگ بھرے روٹی کے لئے عزت کے لئے شہرت کیلئے
سنو شام ہوئی اب گھر کو چلو کوئی شخص اکیلا گھر میں ہے

اک ہجر زدہ بابل پیاری تیرے جاگتے بچوں سے ہاری
اے شاعر کس دنیا میں ہے تو تیری تنہا دنیا گھر میں ہے

دنیا میں کھپائے سال کئی آخر میں کھلا احوال یہی
وہ گھر کا ہو یا باہر کا ہر دکھ کا مداوا گھر میں ہے

(عبید اللہ علیم)

خطبہ جمعہ

سارا عالم اسلام مل کر زور لگالے اور خلیفہ بنا کر دکھا دے تو نہیں بنا سکتا کیونکہ خلیفہ کا تعلق خدا کی پسند سے ہے

مجلس شوریٰ کے انتخاب کے وقت بلکہ دیگر انتخابات کے موقعہ پر دعا کا رواج قائم کیا جائے

میں بالعموم یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے ہاں غریب بچیوں کی شادی کروانے کو رواج دیں۔!

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲ر شہادت / اپریل ۱۳۷۲ ہش / ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ الحجرات کی حسب ذیل آیت ۱۴ تلاوت فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○

بعدہٗ حضور انور نے فرمایا:۔

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو! اے انسانو!! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تمہیں بڑے بڑے گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ لیکن تمہاری یہ گروہی اور قبائلی تقسیمیں تمہاری عزت کا نشان نہیں ہیں۔ کیونکہ تم میں سب سے معزز اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والا ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ: اللہ تعالیٰ بہت جانتا ہے اور بہت خبر رکھتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آج ربوہ میں

مجلس شوریٰ پاکستان

کا آغاز ہو چکا ہے اس موقعہ پر جو پیغام میں نے لکھ کر بھجوایا تھا وہ سنا دیا گیا ہوگا اور افتتاح کی باقاعدہ کارروائی بھی ہو چکی ہے اور غالباً اس وقت تو وہ تمام نمائندگان مختلف محلوں میں مساجد میں بیٹھے اس خطبہ میں شریک ہو نگے کیونکہ وہاں مجلس شوریٰ کا وقت ختم ہو چکا ہے اور مختلف سب کمیٹیاں بن چکی ہیں اور اب وہ اپنے اپنے مقامات پر جا کر انشاء اللہ کل کی کارروائی کے لئے غور و خوض شروع کریں گے میں نے چونکہ تحریری طور پر اپنا افتتاحی پیغام بھجوا دیا تھا اس لئے خیال نہیں تھا کہ مجلس شوریٰ سے براہ راست مخاطب ہوں لیکن ناظر صاحب اعلیٰ نے بہت زور کے ساتھ یہ تحریک کی ہے کہ مجلس شوریٰ کے ممبران کی یہ خواہش ہے کہ آپ آج خطبہ میں ہمیں براہ راست بھی مخاطب ہوں پس اس غرض سے میں نے ان کو نصیحت کرنے کے لئے اس آیت کا انتخاب کیا ہے جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے امر واقعہ یہ ہے کہ مجلس شوریٰ جماعت کا ایک بہت ہی اہم نظام ہے اور یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ خلافت کے بعد سب سے اہم نظام شوریٰ کا نظام ہے اور شوریٰ کے نظام کے ساتھ جماعت کی زندگی وابستہ ہے پس ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ خلافت میں اور شوریٰ میں مشترک طور پر جماعت احمدیہ کی جان ہے اور جماعت احمدیہ کی جان اگر خلافت اور شوریٰ میں ہے تو خلافت اور شوریٰ کی جان تقویٰ میں ہے کیونکہ خلافت تقویٰ کے بغیر بے معنی اور بے حقیقت ہے اور مجلس شوریٰ بھی تقویٰ کے بغیر محض ایک قالب ہے ایک جسم ہے جس میں کوئی روح نہیں ہے ان دو باتوں کو اگر مجلس شوریٰ کے ممبران پیش نظر رکھیں اور جماعت احمدیہ کے افراد کل دنیا میں ان کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ پر کبھی موت واقع نہیں ہو سکتی خلیفہ وقت میں احمدیت کی جان میں نے نہیں کہا

خلافت احمدیہ میں احمدیت کی جان ہے

اور مجلس شوریٰ میں جان ہے نہ کہ ان ممبران میں جو آج وہاں اکٹھے ہوئے ہیں ان دو باتوں کو آپ مناصب کے طور پر لیں اور یہ جو منصب ہیں ان میں اگرچہ بہت تقدس پایا جاتا ہے لیکن اس تقدس کا جماعت کے تقویٰ کے ساتھ ایک براہ راست رشتہ ہے خلیفۂ وقت کا تقویٰ ذاتی بھی ہوتا ہے لیکن وہ جماعت جو اسے منتخب کرتی ہے اس کے تقویٰ کا خلیفۂ وقت کی ذات سے بہت گہرا تعلق ہے چنانچہ قرآن کریم نے ہمیں یہ نصیحت فرمائی کہ یہ دعا کیا کرو کہ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا اے ہمارے رب! ہمیں متقیوں کا امام بنانا کیونکہ غیر متقیوں کی امامت اگر متقی بھی ہو تو تب بھی بے جان رہتی ہے کیونکہ جس جسم سے دماغ نے یا دل نے کام لینا ہو اس جسم میں بھی تو صلاحیت ہونی چاہیئے اور جسم کی صلاحیت دماغ اور دل دونوں پر اثر انداز ہو رہی ہوتی ہے اگر جماعت تقویٰ سے عاری ہو تو خلافت اپنی ذات میں اکیلی لازماً تقویٰ کی باریک راہوں پر نہیں چل سکتی کیونکہ جب غیر متقیوں سے واسطے پڑتے ہیں تو لازماً سب برباد ہو جایا کرتی ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جماعت غیر متقی ہو اور خلافت کے تقویٰ کی لمبے عرصے تک حفاظت کی جا سکتی ہو ایک عرصہ تک تو انفرادی طور پر ہو سکتا ہے لیکن تقویٰ کی حفاظت خلافت کے نظام میں نہیں ہو سکتی کیونکہ خلافت ایک شخص کا نام نہیں ہے بلکہ خلافت ایک نظام ہے پس جب میں کہتا ہوں کہ خلافت سے تقویٰ کی حفاظت نہیں ہو سکتی تو مراد یہ ہے کہ خلیفہ خواہ متقی ہی رہے مگر وہ نظام جو جماعت کے تقویٰ کا آئینہ دار ہے وہ نظام خلافت ہے وہ گندا ہو جائے گا اور اس کے نتیجہ میں جماعت کی صحت پر بہت بُرا اثر پڑے گا۔ یہی حال مجلس شوریٰ کا ہے پس اس مضمون کو آپ کے سامنے مزید کھول کر رکھنے کے لئے میں نے اس آیت کریمہ کا سہارا لیا ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ۔ مناصب کا ایک تعلق عزت سے بھی ہوا کرتا ہے لیکن قرآن کریم نے عزت کا جو نظریہ پیش فرمایا ہے اس میں عزت کو مناصب میں نہیں رکھا بلکہ تقویٰ میں رکھ دیا ہے یعنی منصب تب تک عزت کے لائق ہے جب تک وہ تقویٰ کے نور سے بھرا ہوا ہو منصب جب تقویٰ سے خالی ہو جائے تو عزت سے خالی ہو جاتا ہے فرمایا تمہاری حسب کے معیار جو کچھ بھی ہوں لیکن خدا کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے اور اس مضمون میں ایک یہ بات بھی بیان فرما دی کہ وہ لوگ جو مناصب پر فائز نہیں ہوتے وہ بھی کسی گھاٹے میں نہیں

مناصب کے نتیجہ میں انسان کو خدمت کا زیادہ موقعہ ملتا ہے لیکن خدا کے ہاں عزت کا مقام پانے کے لئے منصب ضروری نہیں تقویٰ ضروری ہے پس اگر منصب تقویٰ سے خالی ہوگا تو اللہ کے ہاں وہ منصب عزت سے خالی ہو جائے گا اگر منصب تقویٰ سے بھرا ہوا ہوگا تو وہ منصب بھی عزت کے لائق اور وہ تمام افراد جماعت جو اپنی اپنی جگہ بغیر مناصب کے صاحب تقویٰ ہیں وہ بھی خدا کے حضور عزت کا مقام پائیں گے۔

یہ نکتہ اس لئے بہت غور سے سننا اور سمجھنا چاہیئے کہ اس کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں ہمارے انتخابی نظام میں فتور واقع ہو جاتا ہے جب مجلس شوریٰ کے ممبروں کا انتخاب ہوتا ہے جب عہدیداروں کا انتخاب ہوتا ہے اس وقت اگر اس دائمی زندگی کے اس مرکزی نکتہ پر نظر نہ ہو تو اس کے بد اثرات انتخاب پر ضرور وارد ہوتے ہیں اور مزید انتخابات کی کیفیت گندی ہو جاتی ہے اور ضروری نہیں کہ اس کے نتیجہ میں جو شخص چنا جائے وہ بھی غیر متقی ہو یہ لازم و ملزوم نہیں ہیں بعض اوقات اتفاق سے ایک متقی شخص جماعت میں نمایاں طور پر ابھر رہا ہوتا ہے اور وہ دیگر لحاظ سے صاحب منصب بھی ہوتا ہے وہ انتخاب کے نتیجہ میں آگے آجاتا ہے لیکن یہ رجحان اپنی ذات میں بہت ہی خطرناک ہے کہ انتخاب کے وقت دیگر دنیوی مناصب پر نظر ہو اور تقویٰ سے بے نیاز ہو کر کوئی جماعت انتخاب کرے اس سلسلہ میں جو سب سے اہم بات میں آپ کو سمجھا سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر آپ کی پسند اللہ کی پسند کے مطابق رہی تو آپ کی پسند اچھی ہے اور اس پسند کے نتائج ہمیشہ اچھے نکلیں گے اللہ کی پسند آپ کی پسند سے مختلف ہو گئی اور بیچ میں فاصلے پڑ گئے تو آپ کی پسند کی کوئی بھی حیثیت باقی نہیں رہے گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا مضمون اس طرح سمجھایا کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اللہ کی پسند تو تقویٰ ہے۔ اللہ کو تو وہی معزز دکھائی دیتا ہے جو صاحب تقویٰ ہو۔ اگر تمہارے ہاں عزتوں کے معیار بدل گئے ہیں تو وہ معیار بگڑ چکے ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ پس اگر جماعت کو انتخاب کے وقت صاحب تقویٰ معزز دکھائی دیتا ہے تو یہ وہ جماعت ہے جو کبھی مر نہیں سکتی اگر انتخاب کے وقت صاحب تقویٰ معزز دکھائی نہ دیتا ہو بلکہ اپنا رشتہ دار معزز دکھائی دیتا ہو اپنے گروہ کا لیڈر معزز دکھائی دیتا ہو کسی قوم سے تعلق رکھنے والا معزز دکھائی دیتا ہو۔ کوئی بڑا زمیندار صاحب اثر دکھائی دیتا ہو۔ کوئی صاحب دولت امیر انسان معزز دکھائی دیتا ہو تو ایسے انتخاب خدا کی نگاہ کے انتخاب نہیں ہیں اس لئے خلافت سے پہلے لازم ہے کہ نبوت ہو۔ نبوت کے بغیر خلافت کا وجود ممکن ہی نہیں نہ خلافت دنیا میں قائم کی جا سکتی ہے کیونکہ نبوت ہی ایک منصب ہے جو براہ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے قیام میں لایا جاتا ہے اور اس پر ایک ایسا شخص فائز فرمایا جاتا ہے جو خدا کی نظر میں سب سے معزز ہو اور وہ صاحب تقویٰ ہے۔ پس جب تک بگڑے ہوئے نظام پر خدا کا نمائندہ پہلے مقرر نہ کیا جائے انتخابی اداروں میں یا انتخابی نظام میں تقویٰ داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے دنیا میں کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ سارا عالم اسلام مل کر زور لگائے اور خلیفہ بنا کر دکھائے وہ نہیں بنا سکتا کیونکہ خلافت کا تعلق خدا کی پسند سے ہے اور خدا کی پسند اس شخص پر خود انگلی رکھتی ہے جسے وہ صاحب تقویٰ سمجھتا ہے اور اس کے بعد پھر وہ متقیوں کا ایک گروہ اپنے گرد پیدا کرتا ہے وہ دہی کے قطرے کی طرح دودھ میں جاگ بن جاتا ہے اور جو بھی لوگ اس کے اردگرد اکٹھے ہوتے ہیں وہ نبی کے تقویٰ سے تقویٰ پا کر متقی ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کا انتخاب خدا کا انتخاب کہلاتا ہے اگر وہ متقی نہ ہوں تو ان کا انتخاب خدا کا انتخاب کہلا ہی نہیں سکتا۔ پس جماعت احمدیہ جب کہتی ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے تو ان معنوں میں خدا بناتا ہے۔ پس خلافت کے ساتھ جماعت کے تقویٰ کا بہت گہرا تعلق ہے۔

اگر جماعت متقی ہوگی تو اس کا انتخاب خدا کا انتخاب ہوگا

اس کی نظر ہمیشہ تقویٰ پر پڑے گی اور اس کی عزتوں کا معیار تقویٰ رہے گا یہ بات خلافت سے اُتر کر درجہ بدرجہ جماعت کے ہر عہدے پر چسپاں ہوتی ہے جس کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ اب میں مجلس شوریٰ کی طرف واپس آتا ہوں۔ مجلس شوریٰ کے نمائندوں کا انتخاب اگر تقویٰ کی بناء پر ہو اور تقویٰ کی بناء پر ہوتا ہے تو وہ لوگ جو مجلس شوریٰ میں جماعت احمدیہ کی نمائندگی کرتے ہیں ان کی نظر کسی گروہی مفاد پر نہیں ہوگی کسی ذاتی تعلق یا ذاتی عناد پر نہیں ہوگی ان کے فیصلے خالصۃً للہ ہوں گے ان کی نظر ہمیشہ اللہ کی رضا پر رہے گی وہ یہ سوچیں گے کہ ہمارا خدا ہم سے ناراض نہ ہو جائے اسی کا نام تقویٰ ہے وہ شخص جو اپنے محبوب کی محبت کے کھو دینے کے خوف میں زندگی بسر کرتا ہو وہی متقی ہے۔ پس جو ہر لحظہ یہ سوچتا ہو کہ کہیں اس بات سے تو میرا خدا ناراض نہیں ہو جائے گا اُس بات سے تو میرا خدا ناراض نہیں ہو جائے گا۔ محبت کھو دینے کا یہ خوف ہے جو حقیقت میں تقویٰ کی جان ہے پس اس پہلو سے جب وہ مشوروں کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں ان میں طعن و تشنیع، ہوشیاریوں میں چالاکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا تصور، ایک دوسرے سے بہتر تقریر کرنے کا تصور، ایک دوسرے کے دلائل کو رد کرتے ہوئے ذاتی فخر کا خیال کہ ہم نے یوں مارا۔ ایسی دلیل دی کہ کمال کر دیا اور دوٹ زیادہ حاصل کرنے کا تصور یہ ساری باتیں اس مجلس سے BANISH ہو جاتی ہیں جو تقویٰ پر مبنی ہوں ان کو دیس نکالا مل جاتا ہے۔ ایسے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں جو جیتیں تب اُن پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاریں تب اُن پر کوئی فرق نہیں پڑتا ایک شخص اکیلا رہ جائے اور اپنی بات پر قائم ہو تو اس وجہ سے اپنی بات پر قائم ہوگا کہ اس کے نزدیک خدا کو یہ بات پسند ہے اس کو ذرہ بھی فرق نہیں پڑتا کہ باقی لوگوں نے اس کی تائید کی ہے یا نہیں کی وہ پوری طرح اطمینان سے بیٹھے گا کسی نفسیاتی مرض کا شکار نہیں ہوگا۔ پس تقویٰ انسان کی ذہنی نفسیاتی اور قلبی حفاظت کے لئے انتہائی ضروری ہے اس کے بغیر کوئی صحت بھی باقی نہیں رہتی پس مجلس شوریٰ کو منتخب کرتے وقت جن لوگوں نے منتخب کیا ان کے تقویٰ کی جھلک مجلس شوریٰ میں ظاہر ہوگی اور اگر غلطی سے کچھ غیر متقی لوگ آگئے ہیں تو بعض دفعہ ضروری نہیں ہوا کرتا کہ منتخب کرنے والوں نے ہی غلطی کی ہو بعض دفعہ لاعلمی کے پردے بیچ میں حائل ہو جاتے ہیں ایک شخص اپنے ساتھیوں کو متقی دکھائی دیتا ہے مگر خدا کے نزدیک وہ متقی نہیں ہوتا پس یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کے متعلق سو فیصدی یقین کے ساتھ ہم کہہ سکتے ہوں کہ اگر متقیوں نے انتخاب کیا ہے تو وہ لازماً متقی ہوگا۔ یہ ایک احتمال رہتا ہے لیکن متقیوں کی جتنی بڑی تعداد ہو اتنا یہ احتمال کم ہوتا چلا جاتا ہے مگر ایک دُور کا احتمال ضرور موجود ہے۔ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ ساتھ دُعا کی جائے تقویٰ محض اکیلا کام نہیں کر سکتا جب تک دُعا اُس کے ساتھ شامل حال نہ ہو۔ پس مجلس شوریٰ کے انتخاب کے وقت بھی بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف اس موقع پر بلکہ دیگر انتخابات کے موقع پر بھی اگر پہلے دُعا کا رواج قائم کیا جائے اور جہاں تک مجھے یاد ہے یہ رواج موجود ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ بعض جماعتوں کو اس سے واقفیت نہ ہو۔ ہمیشہ انتخاب سے پہلے ضرور دعا کرنی چاہیئے اور تقویٰ کے ساتھ اپنے رب کے حضور جھکتے ہوئے اُس سے یہ التجا کرتے ہوئے دُعا کرنی چاہیئے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری پسند تیری پسند ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ تیری پسند ہماری پسند ہو جائے۔ ہماری پسندوں کے فاصلے مٹ جائیں لیکن ہم لاعلم ہیں جیسا کہ تُو نے خود فرمایا کہ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی (النجم: ۳۳)

اللہ بہتر جانتا ہے تمہیں کیا پتہ کون متقی ہے اللہ بہتر جانتا ہے کہ کون متقی ہے تو عاجزانہ عرض کی ہے کہ اے خدا! ہم اکٹھے تو تیری رضا کے مطابق انتخاب کرنے کے لئے ہوئے ہیں مگر پوری طرح یقین سے کہہ نہیں سکتے کہ تیری رضا کیا ہے کیونکہ جسے ہم متقی سمجھتے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ متقی نہ ہو لیکن ہم تیرے حضور عاجزانہ جھکتے ہیں تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہمارے انتخاب کو سچا انتخاب بنا دے اپنا انتخاب بنا دے پس وہ انتخاب ہے جو خدا کا انتخاب ہوتا ہے اور یہ انتخاب جتنا نچلی سطحوں پر اترتا ہوا grass Root لیول پر پہنچتا ہے اتنا ہی زیادہ وہ خلافت کا انتخاب ہوگا کیونکہ ایک دفعہ تو تقویٰ کی حرکت اوپر سے نیچے کی طرف ہے نبوت سے تقویٰ اترتا ہے اور نیچے تک تقویٰ کا رس گھلتا چلا جاتا ہے تقویٰ کا پانی جڑوں تک پہنچ کر ان میں سرایت کر جاتا ہے پھر ان سے جو نشوونما اٹھتی ہے وہ بھی پر تقویٰ ہوا کرتی ہے اور اس جماعت کے جو نمائندگان پھر آخر پر آکر آئندہ کبھی خلافت کا انتخاب کرتے ہیں تو ان کا انتخاب بلاشبہ اللہ کا انتخاب ہوتا ہے یہ معنی ہیں ورنہ محض دعووں میں تو کوئی حقیقت نہیں ہم دنیا کو کہتے رہیں کہ خلافت کا انتخاب خدا کا انتخاب ہے ان کی سمجھ میں یہ بات آ نہیں سکتی جب تک اس طریق پر ان پر ثابت نہ کیا جائے اور یہ ایک ایسی واضح کھلی ہوئی حقیقت ہے جو قابل فہم ہے اگر نبوت سے تقویٰ نبوت کے ساتھیوں میں سرایت کر گیا ہے اور انہوں نے انتخاب کیا ہے اور اگر اس تقویٰ کی حفاظت کی گئی ہے اور نسلاً بعد نسلٍ یہ تقویٰ قائم رکھا گیا ہے تو لازماً ہر انتخاب خدا کا انتخاب ہوگا۔ صرف خلافت ہی کا نہیں، امارت کا انتخاب بھی خدا کا انتخاب ہوگا۔ صدارت کا انتخاب بھی خدا کا انتخاب ہوگا۔ زعامت کا انتخاب بھی خدا کا انتخاب ہوگا۔ اس ساری مجموعی صورتحال کا نام خلافت ہے اور اس کی زندگی تقویٰ میں ہے پس مجلس شوریٰ کو اگر آپ نے زندہ رکھنا ہے اور قائم اور دائم رکھنا ہے تو اس کے تقویٰ کی حفاظت کریں اور اس کے تقویٰ کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ آپ ان جڑوں کی سطح پر نظر رکھیں جہاں سے تقویٰ کے پودے نے نشوونما پانی ہے اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تقویٰ پر جو مشہور شعر ہے ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

یہی مضمون ہے جو میں خوب کھول کر آپ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے پہلا مصرعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا مصرعہ تھا جس طرح بعض دفعہ ہوتا ہے کہ ایک شاعر ایک مصرعہ کہہ کر کچھ اٹک سا جاتا ہے اس کی شان کا بعینہٖ اس کا ہم پلہ مصرعہ بعد میں اس کے ذہن میں نہیں آرہا ہوتا اور اس وقت پھر بعض دفعہ دوسرے شعراء ایک اور مصرعہ مہیا کرکے اس کے شعر میں نصف کے حصہ دار بن جاتے ہیں اور بعض دفعہ تو اتنا اچھا مصرعہ دے دیتے ہیں گویا سارا شعر ہی اُن کا ہو گیا اللہ تعالیٰ بھی بعض دفعہ ایسے ہی پیار کا مظاہرہ کرتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ مصرعہ کہا ع

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے

تو سوچ ہی رہے تھے کہ اب اس کے بعد کیا کہوں سب سے بڑی بات تو کہہ دی کہ "ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے"۔ پھر کیا باقی رہا تب الہام ہوا۔ "اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے" اور کس شان کے ساتھ مضمون مکمل ہو گیا۔ جڑ تو ہے مگر اس جڑ کو باقی رکھنا تمہارا کام ہے۔ اگر اس جڑ کو باقی رکھو گے تو سب کچھ باقی رہے گا۔ پس اگر نظام شوریٰ کو باقی رکھنا ہے، اگر نظام خلافت کو باقی رکھنا ہے تو تقویٰ کی جڑ کو باقی رکھیں اور یہ پیغام اپنے سب ساتھیوں کو دیں۔ پہلے تو میں کہا کرتا تھا کہ جب واپس جائیں تو میری طرف سے یہ پیغام پہنچائیں لیکن اب تو میں سب کو مخاطب ہو کر خود کہہ رہا ہوں کہ جو میں شوریٰ کو کہہ رہا ہوں تمہیں بھی کہہ رہا ہوں تم میں سے ہر ایک سے مخاطب ہوں اس مضمون کو اچھی طرح سمجھو اور اپنے ہر انتخاب سے غیر اللہ کو خارج کر دو۔ اپنی چودراہٹ کو خارج کر دو اپنی دوستیوں کو خارج کر دو۔ اپنی دشمنیوں کو خارج کر دو اپنے تعلقات کو خارج کر دو ایک ہی تعلق قائم رکھو اور وہ اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے۔ تقویٰ کو پیش نظر رکھتے ہوئے انتخاب کرو تو میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ قیامت تک یہ جماعت مر نہیں سکے گی۔ بڑھتی چلی جائے گی اور بڑھتی چلی جائے گی۔ پس مجلس شوریٰ کی جان تقویٰ میں ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ مجلس شوریٰ کا انتخاب کرنے والوں نے تقویٰ ہی سے کام لیا ہوگا اور اگر کوئی کمی رہ گئی ہوگی تو دعاؤں نے وہ کمی پوری کر دی ہوگی پس آئندہ بھی دنیا بھر میں جہاں بھی جماعت اس پیغام کو سن رہی ہے وہ یاد رکھیں کہ اپنے ہر انتخاب کا آغاز دعا سے کیا کریں اور دعا میں یہ بات خصوصیت سے پیش نظر رکھیں کہ ہم خدا کی پسند کا انتخاب کرنا چاہتے ہیں اس واضح پیغام کے ساتھ تو انسان اپنے نفس کو دیکھتا ہے انسان کی سوچ میں نمایاں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ پہلے سے پہلے انسان سوچ رہا ہوتا ہے کہ فلاں بھی میرا دوست ہے۔ فلاں بھی ہے۔ فلاں نے غالباً فلاں کو صدر بنانے کی کوشش کرنی ہے اور وہ اچھا آدمی نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں فلاں اچھا ہوگا۔ تقویٰ کے لباس پہنائے ہوتے ہیں اپنی نیتوں کو مگر بعض دفعہ بودے اور گندے لباس ہوتے ہیں۔ تمام تقویٰ کا لباس ہوتا ہے تو اس قسم کی سوچیں سوچ کر لوگ انتخاب میں پہنچا کرتے ہیں۔ وہاں جب دعا شروع ہو تو یکدم انسان اپنے آپ کو یاد کراتا ہے کہ میری پسند کی کیا حیثیت ہے؟ کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ میری پسند کی نہ اس کی پسند کی جس کی رضا کی خاطر ہم اکٹھے ہوئے ہیں اس کی پسند کی اصل حقیقت ہے۔ پس اے خدا مجھے تو اپنی پسند عطا فرما دے میری آنکھوں کا شہتیر اپنی قدرت سے دور کر دے۔ میری آنکھوں پر اگر تعصب کے یا کسی تعلق کے کوئی پردے حائل ہوں تو ان پردوں کو کاٹ کر الگ پھینک دے مجھے اپنی رضا دکھا اپنی رضا کی راہیں دکھا۔ اسی کو ووٹ دینے کی توفیق عطا فرما جو تیرے نزدیک متقی اور تیرے نزدیک سب سے معزز ہے یہ دعا کرتے ہوئے جو جماعت اپنا انتخاب کرتی ہے مجھے یقین ہے اور ایک ذرہ بھی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس انتخاب کی حفاظت فرمائے گا اور ہر ایسا انتخاب جو ان دعاؤں کے ساتھ اور تقویٰ کی کوشش کے ساتھ کیا جائے گا بفضلہ تعالیٰ وہ اللہ ہی کا انتخاب ہوگا۔ اس ضمن میں ایک اور اہم بات جو میں آپ کے سامنے یعنی مجلس شوریٰ ہی کے نہیں بلکہ تمام دنیا کے احمدیوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تقویٰ کی اپنی جان بھی تو کسی قالب میں ہے نا۔ اور وہ ہے کیا؟

تقویٰ کی جان عبادتوں میں ہے

وہ قوم جو عبادت سے خالی ہو جائے وہ تقویٰ سے خالی ہو جایا کرتی ہے۔ قرآن کریم نے نماز کے متعلق فرمایا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ وہ تمام چیزیں جن میں ملوث ہونے کے نتیجہ میں اللہ کی رضا کٹ جاتی ہے وہ بیان فرما دیں اور فرمایا نماز ان کی حفاظت کرتی ہے پس تقویٰ کی اپنی جان عبادت میں ہے اسی لئے عبادت کے اوپر میں غیر معمولی زور دینے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن لفظ غیر معمولی محض محاورہ ہے عبادت پر غیر معمولی زور دیا ہی نہیں جا سکتا۔ ہر زور جو ہے وہ دے دیں تب بھی وہ معمولی دکھائی دے گا کیونکہ عبادت میں تو سب کچھ ہے اس کے سوا کچھ بھی باقی نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے اپنی بہت سی مجبوریاں پیش کیں اور ان مجبوریوں کے نتیجہ میں اس نے کہا میں گڈریا ہوں میرے کپڑے کئی دفعہ جانوروں کے پیشاب میں لت پت ہو جاتے ہیں کئی دفعہ اور کئی پہلوؤں سے گندے ہو جاتے ہیں۔ مصروفیتیں ہیں وغیرہ وغیرہ تو اتنی بھی تعریف کے

بعد پوچھا یہ کہ کیا ان حالتوں میں مجھے نماز سے رخصت مل سکتی ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز نہیں تو پھر رہا کیا کچھ بھی نہیں جب عبادت ہی نہیں تو پھر دین کیا۔ پس عبادت تو کسی صورت میں ٹل نہیں سکتی عبادت کو اچھا کرنے کے لئے آپ کو اچھا بننا پڑتا ہے لیکن اگر اچھا نہ بھی بن سکیں تب بھی عبادت لازم ہے وہ تو کسی حالت میں نہیں ٹلے گی۔ پس عبادتوں کو قائم کریں۔

اس پہلو سے میں ایک خوشی کی خبر آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جس سے مجھے بہت خوشی پہنچی ساری جماعت کو بھی اس میں شامل ہونا چاہیئے میں نے اپنے خطبہ جمعۃ الوداع میں یہ کہا تھا کہ مجھے ابھی سے فکر لگ رہی ہے کہ عید کے دن مسجدوں کا کیا حال ہوگا وہ مسجدیں جو جمعۃ الوداع میں بھر گئی ہیں وہ عید والے دن کہیں نمازیوں کو تلاش نہ کریں اور ان پر بے رونقی نہ آجائے کہ سارے لوگ اپنی عبادتیں جمعۃ الوداع کے ساتھ ہی وداع کر بیٹھے ہوں اللہ کے فضل سے اس سلسلہ میں مجھے جو پہلی رپورٹ ملی وہ ربوہ کی طرف سے تھی وہاں تقریباً ساری رات خدام اور انصار نے منصوبے بناتے رہے اور پھر نماز سے کافی وقت پہلے علی الصبح انہوں نے گھر گھر کی کنڈی کھٹکھٹائی اور اس کے نتیجہ میں عید والے دن اتنے نمازی اکٹھے ہوئے کہ بعض لکھنے والوں نے جو انتظام سے الگ لکھنے والے ہیں یعنی انتظام میں شامل نہیں تھے بلکہ زائر تھے انہوں نے لکھا کہ ہم نے ربوہ کی مساجد میں اور تمام مساجد میں آج تک کبھی صبح کے نمازی اتنی تعداد میں نہیں دیکھے جتنے عید والے دن تھے تو آپ نے تو یہ کہہ کر میری عید بنا دی اور باقی جماعتوں کی طرف سے بھی اسی قسم کی خوشیوں کی خبریں ملی ہیں لیکن اس عید کو دائمی کریں تو مزہ ہے۔ عارضی عیدوں کا کیا فائدہ جو اپنے پیچھے غم چھوڑ جائیں اس لئے

نماز کو چمٹ جائیں اور اس کو ایک دائمی حقیقت بنالیں

یہ آپ کی زندگی کا ایک ایسا جزو ہو جیسے سانس ہوا کرتے ہیں۔ سانسوں کے بغیر انسان رہ ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح حقیقت میں عبادت کے بغیر بھی کسی انسان کی یا قوم کی روحانی زندگی قائم نہیں رہ سکتی پس ایک تو باہر سے کنڈی کھٹکھٹانے والے ہیں جو اس دن آپ نے مہیا کئے ہیں یہ کنڈی کھٹکھٹانے والے مستقل مزاجی سے کنڈیاں نہیں کھٹکھٹا سکتے مجھے انتظاموں کا لمبا تجربہ ہے خدام الاحمدیہ کی مختلف سطح پر میں نے کام کئے ہوئے ہیں اور مختلف تنظیموں میں کام کئے ہوئے ہیں کچھ عرصہ تک لوگ جوش دکھاتے ہیں کنڈیاں کھٹکھٹا دیتے ہیں اور کچھ دیر کے بعد آہستہ آہستہ تھک کر وہ رہ جاتے ہیں اور وہ لوگ جن کو بار بار سہارا دے کر آگے لے جانے کی عادت پڑ گئی ہو جب سہارا نہیں رہتا تو وہ پیچھے رہ جاتے ہیں اس لئے یہ کوئی دائمی علاج نہیں ہے۔ ایک دن کی خوشی تو ہے لیکن کوئی ایسی خوشی نہیں جو ہمیشگی کی خوشی بن چکی ہو اس کا ایک ہی علاج ہے کہ ہر نفس کے اندر سے ایک کنڈی کھٹکھٹانے والا پیدا ہو جائے اس سے بہتر کوئی کنڈی کھٹکھٹانے والا نہیں جو ضمیر میں سے جاگ اُٹھے اور انسان کو بے چین کر دے جب تک وہ زندہ ہے جب تک وہ سانس لیتا رہے وہ ضمیر کا کنڈی کھٹکھٹانے والا ضرور کنڈی کھٹکھٹاتا رہے گا۔ وہ کبھی نہیں تھکا کرتا بلکہ وقت کے گزرنے کے ساتھ وہ زیادہ طاقتور ہو کر ابھرتا ہے اور یہ وہ نفسیاتی حقیقت ہے کہ جسے قومیں اگر پیش نظر رکھیں تو جینے کا راز بھی مل جائے گا اور مرنے کا راز بھی مل جائے گا کیونکہ یہ کنڈی کھٹکھٹانے والا بدی کے لئے بھی کھٹکھٹاتا ہے اور نیکی کے لئے بھی کھٹکھٹاتا ہے آپ اس کو جتنا بدی کا چسکا ڈالیں اتنا ہی قوت اور زور کے ساتھ وہ بدی کی کنڈیاں کھٹکھٹاتا ہے جن کو راتوں کو اُٹھ کر گناہ کرنے کی عادت ہے ان کا یہ کنڈی بردار کنڈی کھٹکھٹانے والا راتوں کو ان کو جگاتا ہے چین نہیں لینے دیتا جب تک وہ اپنے گناہوں کی تمناؤں کو پورا نہ کرلے۔ ایک نیکیوں کا کنڈی کھٹکھٹانے والا بھی ہوا کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر طرف کنڈی کھٹکھٹا کر نئی طاقت پاتا ہے۔ نیا عزم اور نیا ولولہ اس میں پیدا ہو جاتا ہے اس کے کھٹکھٹانے میں زیادہ شوکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ تھکتا کبھی نہیں پس اپنے ضمیر کے کنڈی کھٹکھٹانے والوں کو جگائیں اور ہر وہ شخص جو میری بات کو سن رہا ہے وہ اپنے ضمیر میں اس جگانے والے کو تلاش کرے وہ سویا ہوا ہے وہ جاگ جائے تو ہو نہیں سکتا کہ نمازی سو جائیں۔ اس کو جگانے کی ضرورت ہے اور جب وہ جاگ جائے تو شیطان کے اثر سے باہر چلا جاتا ہے۔ شیطان دخل بھی دے تو پچھتاتا ہے۔ ایک بزرگ کے متعلق یہ روایت آتی ہے کہ بہت نمازی تھے نماز سے بہت شغف تھا۔ ایک دفعہ نماز کے لئے اُٹھے تو شیطان نے بہلا کر دوبارہ سُلا دیا کہ ابھی تو بہت وقت پڑا ہے تھک گئے ہو تھوڑا سا آرام کرلو۔ پھر اُٹھ جانا اور اس طرح ان کی نماز ضائع ہو گئی۔ پہلی نماز تھی جو ضائع ہوئی اُن کو اتنا صدمہ پہنچا اتنا صدمہ پہنچا کہ سارا دن اللہ تعالیٰ سے معافیاں مانگتے ہوئے روتے اور چیختے ہوئے گزر گیا دوسرے دن جب سوئے ہیں تو نماز سے پہلے کسی جگانے والے نے ان کو جگایا کہ اُٹھو نماز پڑھو۔ انہوں نے کہا۔ ہاں میں اُٹھتا ہوں لیکن تم ہو کون اس نے کہا: میں شیطان ہوں۔ انہوں نے کہا: شیطان نماز کے لئے جگانے کے لئے آیا ہے۔ اس نے کہا: ہاں کل مجھ سے بڑی غلطی ہوئی تھی کل جو میں نے تمہیں سُلا دیا اور تم اتنا پچھتائے ہو اتنا روئے ہو کہ خدا تم سے اتنا راضی ہوا کہ کبھی کسی نماز پڑھنے والے سے اتنا راضی نہیں ہوا ہوگا۔ تو میں تو خدا کی ناراضگی دینے کے لئے آتا ہوں۔ میں کیا غلطی کر بیٹھا۔ اب میں تمہیں جگانے کے لئے آیا ہوں تاکہ خدا دوبارہ تم سے اتنا راضی نہ ہو جائے۔ اب اسے ایک حکایت کہہ لیں یا کسی شخص کی سوچی ہوئی ایسی تدبیر ہے جس سے نمازوں کی طرف توجہ دلانے کا طریق اختیار کیا گیا ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اس کے اندر حقیقت ہے وہ شخص جس کا ضمیر نماز میں اٹک چکا ہو، نمازی بن چکا ہو اس سے جب بھی نماز میں غفلت ہوتی ہے اس کو شدید دکھ ملتے ہیں اور اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ اس تکلیف کے نتیجہ میں گناہ کی بجائے اس کو ثواب ملتے ہیں اور اگلی نمازوں کے لئے مزید طاقت نصیب ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کتنی ہی بار جہاد میں غزوات میں حصہ لیا اور بڑے بڑے دکھ اُٹھائے بڑی تکلیفیں اُٹھائیں۔ لیکن کسی تکلیف کا، کسی دکھ کا کوئی شکوہ آپ کے ہاں نہیں ملتا سوائے ایک دفعہ کے جنگ احزاب کے موقعہ پر جبکہ دشمن نے ایک دن اتنا مصروف رکھا کہ اپنے وقت پر نمازیں نہ پڑھی جا سکیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے عشاء کے وقت پانچوں نمازیں اکٹھی پڑھائیں تو اس وقت بڑی حسرت سے کہا کہ ان لوگوں پر لعنت ہو جنہوں نے ہمیں نمازوں سے محروم کر دیا۔ لعنت کے لفظ بولے یا تف کے کہے یاد ویسے ہی اظہار افسوس کیا مجھے قطعی طور پر یاد نہیں لیکن یہ پتہ ہے کہ روایت کرنے والے بتاتے ہیں کہ بڑے دکھ کے ساتھ آپ نے ان کلمات کو ادا فرمایا کہ آج اکٹھی نمازیں قضاء کرنی پڑی ہیں یعنی وقت سے الگ پڑھنی پڑی ہیں تو ایسی نمازیں جو اس دکھ کے ساتھ قضاء کی جاتی ہیں اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ ان کا ثواب ان نمازوں سے بہت زیادہ ہے جن کو انسان رسمی طور پر ادا کرتا ہے اور جن کے ہونے نہ ہونے سے اس کے اوپر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کوئی نماز کھوئی گئی تب بھی کوئی تکلیف نہیں۔ پڑھی گئی تو خاص لذت کے ساتھ نہیں پڑھی گئی۔ پس ہر نمازی کو جب تک خود نماز کے ساتھ تعلق قائم نہ ہو جائے اس وقت تک ہم حقیقت میں نمازوں کو قائم نہیں کر سکتے اور جو شخص اپنے ضمیر کے تعلق کے نتیجہ میں یعنی جس کے ضمیر کو نماز سے ہمیشہ کی وابستگی ہو جائے جو اس کے نتیجہ میں نمازیں پڑھتا ہے اس کے تقویٰ کی اللہ حفاظت فرماتا ہے وہ ہے جو حقیقت میں خدا کی نظر میں متقی بنتا چلا جاتا ہے کیونکہ ہر عبادت کے بعد آسے خدا کی طرف

سے ایک تقویت نصیب ہوتی ہے اور اس کا تقویٰ آسمان سے اُترتا ہے۔ پس میں دُنیا کی تمام جماعتوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے تقویٰ کی حفاظت کریں اور تقویٰ کی حفاظت کرنی ہے تو عبادتوں کی حفاظت کریں اور پھر جب آپ دُنیا میں کوئی بھی انتخاب کریں گے تو خواہ وہ مجلس شوریٰ کا ہو یا عہدیداران کا ہو وہ انتخاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رضا یافتہ ہوگا۔

اسی ضمن میں اب مختصراً میں آپ کو

یہاں کی عید کا بھی ایک قصہ

سُناتا ہوں۔ یہاں جو عید منائی گئی وہ اس لحاظ سے ایک غیر معمولی عید تھی کہ دُنیا میں کہیں عید کی نماز پر اتنے بوسنین اکٹھے نہیں ہوئے تھے جتنے اسلام آباد میں اکٹھے ہوئے اور ایک غیر معمولی روحانی لذت کا نظارہ تھا جب مختلف علاقوں سے آئے ہوئے بوسنین بسوں سے اُترتے تھے اور ایک دوسرے کی طرف بڑھتے تھے۔ ایک دوسرے سے ملتے تھے۔ جماعت احمدیہ کے پیار سے متأثر ہو کر ان کے چہروں کی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی اور وہاں بعض ایسے ایسے نظارے دیکھے گئے ہیں کہ جنہوں نے دیکھا ہے ان کی روحیں ہمیشہ کے لئے ان سے متأثر ہو گئی ہیں۔ ایک بس سے ایک ماں اُتری جس کا بچہ بوسنیا میں کھویا گیا تھا اور وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ مر چکا ہے اور ایک دوسری بس سے وہی بچہ جو اس کے نزدیک کھویا گیا تھا وہ اُتر رہا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف اس طرح لپکے ہیں کہ بیان کرنے والے بتاتے ہیں کہ ہم بیان نہیں کر سکتے کہ وہ کیا نظارہ تھا۔ ماں بے اختیار بچے کے گلے سے لپٹی اور بچہ ماں کے گلے سے لپٹا اور روتے ہوئے اسی طرح خوشی کے آنسو بہائے ہیں کہ دیکھنے والے بھی رونے لگ گئے لیکن ایک اور نظارہ ایسا تھا کہ دو بہنیں آپس میں ملیں اور بیان کرنے والے بتاتے ہیں کہ ان کا جو ملنے کا نظارہ تھا وہ تو ماں بیٹے کے نظارے سے بھی بڑھ گیا۔ بڑی عمر کی ایک بہن تھی، ایک چھوٹی عمر کی بہن اور بڑی عمر کی بہن سمجھتی تھی کہ میری چھوٹی عمر کی بہن وہاں ضائع ہو گئی اور سفّاکوں کے ہاتھ چڑھ گئی۔ اس کے نتیجہ میں اس کی جان کو ایک روگ لگا ہوا تھا۔ اس نے جب ایک بس سے اپنی چھوٹی بہن کو اُترتے دیکھا تو اچانک جو اس کی کیفیت ہوئی وہ ناقابلِ بیان ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کی طرف دوڑیں اور لپٹ کر اس طرح چیخیں مار مار کر روئی ہیں کہ جہاں جہاں وہ آواز پہنچتی تھی سارے سننے والے رو پڑے اور ان کی خوشی کے آنسوؤں میں دور دور تک سب دیکھنے والے احمدیوں کے خوشیوں کے آنسو شامل ہو گئے۔ عجیب طرح کی وہ عید منائی گئی ہے۔ اور اسی قسم کی عیدیں یورپ میں دوسری جگہ بھی منائی گئی ہیں۔ پاکستان میں بھی جو عیدیں منائی گئیں۔ ان میں غریبوں کو اپنے ساتھ شامل کیا گیا۔ اور جیسا کہ میں نے نصیحت کی تھی عیدوں کی صبحیں تو نمازوں سے معطّر ہو گئیں اور نمازوں سے منور ہو گئیں اور عیدوں کے دن غریبوں کی ہمدردی سے روشن ہوئے اور غریبوں کی ہمدردی کا سب سے انسان کو رضائے باری تعالیٰ کا جو نور ملتا ہے۔ اس نور سے روحیں نہا گئیں۔ بہت ہی پُرلطف کیفیات پر مشتمل خطوط ملتے ہیں اور لوگ بتاتے ہیں کہ اس طرح ہماری عیدیں سنور گئیں۔ اور بہت ہی مزا آیا جو عام حالات میں عیدیں منانے کا مزا نہیں آیا کرتا تو خدا کے فضل سے دُنیا میں ہر جگہ جماعت احمدیہ نے ایک ایسی عید منائی ہے کہ جس عید میں باقی لوگ شریک نہیں ہو سکتے۔ ان بیچاروں کی پہنچ نہیں۔ ان کی دسترس نہیں۔ جماعت احمدیہ کا جو یہ پہلو ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک عظیم نشان ہے کیونکہ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کی روح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے تعلق کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ ناممکن ہے۔ دُنیا کی بڑی سے بڑی قوموں کا جائزہ لے کر آپ دیکھیں یہ رُوح جو نیکی کی بات سنتے ہی انسان کو خود بخود عملی طور پر تیار ہونے پر مجبور کر دیتی ہے اس روح کا تعلق محمدیت سے ہے اور خاتمیت کا یہ معنی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سوا اب یہ روح آپ کو کہیں اور سے میسّر نہیں آ سکتی۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سچے اور کامل غلام نہ ہوتے تو ناممکن تھا کہ آپ کی جماعت کو یہ ایسی روح ملتی کہ دُنیا کے پردے پر دُنیا کی کوئی جماعت یہ دعویٰ بھی نہیں کر سکتی کہ ہم اطاعت میں اور خدا کی رضا کی خاطر اطاعت میں جماعت احمدیہ کے ساتھ کوئی مماثلت بھی رکھتے ہیں۔ دُنیا میں کروڑوں اربوں مسلمان موجود ہیں۔ عیسائی موجود ہیں۔ ہندو، سکھ ہر قسم کے لوگ موجود ہیں مگر آپ نگاہ ڈال کر دیکھ لیں آپ کو یہ روحِ اطاعت جیسی جماعتِ احمدیہ میں ہے اور نیکی کی خاطر لبیک کہنے کی یہ صلاحیت جو جماعت احمدیہ میں ہے اور کہیں دکھائی نہیں دے سکتی۔ ایک آواز پر ساری دُنیا میں دلوں میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے اور انسان پورے جذبہ اور روح کے ساتھ دوڑتا ہوا اس آواز پر لبیک کہتا ہوا چلا آتا ہے۔ پس ایک حج تو وہ ہوتی ہے جو سال میں ایک دفعہ حج سکھانے کے لئے آتی ہے۔ اور ایک حج وہ ہے جب کل عالم میں مسلمان اَللّٰھُمَّ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہتے ہوئے نیکی کی طرف دوڑتے ہیں۔ یہ وہ حج ہے جو دائمی حج ہے جس کی حالت میں مومن زندگی بسر کرتا ہے۔ آج اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو یہ حج نصیب ہے اور آپ نے دُنیا میں کسی اور کو نیکیوں پر ایسا لبیک کہتا ہوا کسی اور کو نہیں دیکھا ہوگا۔ چندوں کی تحریک کرو تو عورتیں زیور اُتار اُتار کر پھینکنے لگتی ہیں۔ لوگ قرضے لے لیکر اس اُمید پر چندے دیتے ہیں کہ خدا رزق بڑھائے گا حیثیت سے بڑھ کر چندے دیتے اور پھر اللہ کی حیرت انگیز تائید کے نشان دیکھتے ہیں۔ اِدھر ایک وعدہ کیا اور جانتے ہیں کہ ہمیں سابقہ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ وعدہ اتنے خلوص سے کیا جاتا تھا کہ خدا خود سامان کر دیتا تھا اور اُدھر واقعۃً پھر دوبارہ وعدہ پورے کرنے کے سامان غیب سے ہو جاتے ہیں۔ پس یہ جماعت متقیوں کی جماعت ہے۔ میں اسی کو پہلے مضمون کے ساتھ باندھ کر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب میں تاکید کرتا ہوں کہ دیکھو! تقویٰ کرو۔ تقویٰ کرو تو مراد یہ نہیں ہے کہ میں آپ کو تقویٰ سے خالی دیکھتا ہوں۔ اگر تقویٰ سے خالی دیکھتا تو یہ باتیں مجھے دکھائی نہ دیتیں جو میں بیان کر رہا ہوں لیکن میں خطرات کے بعض مقام ضرور دیکھتا ہوں۔ پہلے کا کمایا ہوا تقویٰ ہے جو سہارا دے رہا ہوتا ہے۔ متقیوں کی بعض جائیدادیں ہیں جو آپ کے جماعتی وجود کا حصہ بنی بیٹھی ہیں۔ اگر خود تقویٰ نہ کمایا تو اس کمائی پر زیادہ عرصہ گزارا نہیں ہوگا۔ آپ ہیں تو متقیوں کی جماعت لیکن اپنے باپوں کا تقویٰ نہ کھائیں۔ اپنے لئے تقویٰ پیدا کریں۔ اور

اپنی اولاد کے لئے تقویٰ چھوڑ کر جائیں

تب آپ اس دُعا کو اپنے حق میں پورا ہوتا دیکھیں گے کہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ اے ہمارے رب ہمیں متقیوں کا امام بنانا۔

اب آخر پر بظاہر ایک بے تعلق سی بات ہے لیکن اس میں بھی نیکی کا ایک پیغام دینا مقصود ہے اور وہ یہ بات ہے کہ آج سے ایک سال پہلے میری اہلیہ کا انتقال ہوا۔ اس ضمن میں جو نصیحتیں میں نے اس دن بھی جماعت کو کی تھیں اور ایک نصیحت آج بھی دینا چاہتا ہوں۔ انہوں نے مجھ سے بیماری کے آخری ایام میں یہ ذکر کیا کہ اگر خدا سے توفیق ملے تو میری خواہش ہے کہ میں اپنی بچیوں کی شادی دیکھ سکوں تو پھر خدا کی خاطر بعض غریب بچیوں کی شادی کرواؤں گی۔ میں نے ان کی زندگی میں ان کی اس نیت کو پورا کر دیا اور اُن کو بتا دیا کہ تم ایک بچی کی کہہ رہی ہو میں چار کی کروا چکا ہوں اور آئندہ بھی تمہاری خاطر تمہاری تمنا کو پورا کرتے ہوئے شادیاں کرواتا رہوں گا۔ اس میں دو نصیحتیں ہیں جو میں جماعت کو کرنا چاہتا ہوں۔ اوّل یہ کہ جب اللہ تعالیٰ سے کوئی منّت مانگیں کسی شرط کے ساتھ کوئی دعا کریں کہ اے خدا! تو یوں کرے گا تو ہم یوں کریں گے۔ تو کبھی یہ نہ کریں کہ خدا بظاہر آپ کی دعا کو قبول نہ کرے

تو وہ اپنی منت سے پیچھے ہٹ جائیں۔ یہ ایک بے ادبی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کی ایک قسم کی ناشکری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بچپن سے مجھے یہ گُر سمجھائے رکھا ہے کہ جب بھی منت مانگو تو اگر خدا تمہیں بظاہر اس دعا کو قبول کرتا ہوا نہ بھی دکھائی دے تب بھی اس منت کو ضرور پورا کرو۔ یہ خدا سے حُسنِ خلق میں آگے بڑھنے والی بات نہیں۔ حقیقت میں خدا کے پیچھے چلنے والی بات ہے کیونکہ جو لوگ دعا کی حقیقت سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ جو دعائیں بظاہر نامقبول ہوتی ہیں خدا بھولتا نہیں ہے۔ کسی حکمت کے پیش نظر بندے کی دعا قبول نہیں بھی فرماتا تو بعد میں اس دعا کے بدلے کسی طرح سے اور چیز میں قبول فرماتا چلا جاتا ہے اور احسانات کا سلسلہ ترک نہیں فرماتا اور بعض دفعہ کچھ عرصہ کے بعد انسان کو محسوس ہوتا ہے کہ دعا کا اس طرح مقبول نہ ہونا بھی ایک رحمت تھی اور اگر انسان باریک نظر سے اللہ تعالیٰ کے نشانات کا تتبع کرے ان کے تجسس میں رہے تو اُسے بارہا اس دعا کے تعلق میں خدا کا غیب کا ہاتھ احسانات کرتا ہوا دکھائی دینے لگے۔ پس اس مضمون کو سمجھنے کے نتیجہ میں مجھے کبھی بھی اس بات میں تردد نہیں ہوا کہ بظاہر منت کی وہ شرط پوری نہیں ہوئی اس لئے منت پوری نہ کی جائے بلکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ خدا نے تو وہ پورا کرنا ہی کرنا ہے۔ ہم نہ پیچھے رہ جائیں۔ اس لئے اللہ سے نیکی کا جو وعدہ کر لیا جائے وہ شرط نہیں رہنا چاہئے وہ ضرور پورا ہونا چاہئے۔ اور اس کے نتیجہ میں اللہ پھر مزید احسان فرماتا ہے۔ پس ایک تو یہ نکتہ سمجھانا مقصود تھا کہ آپ بھی اپنی مصیبتوں میں یا مشکلات میں یا ایسے اپنی تمناؤں کی طلب میں اللہ تعالیٰ سے بعض دفعہ یہ عرض کر بیٹھتے ہیں کہ اے خدا یوں کر دے تو میں یوں کروں گا تو اللہ تعالیٰ اس طرح کرتا ہوا نہ بھی دکھائی دے تب بھی آپ اس طرح ضرور کریں جو آپ نے خدا کے حضور عاجزانہ منت مانگی تھی نیت کی تھی یا نیکی کا ایک مشروط وعدہ کیا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کو میں بالعموم یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے ہاں

غریب بچیوں کی شادی کروانے کو رواج دیں

یہ کوئی ایسا نظام نہیں ہے جس کے لئے چندے کی کوئی تحریک کر رہا ہوں۔ میں صرف متوجہ کر رہا ہوں کہ ہمارے معاشرہ میں بہت سے ایسے غریب ہیں جن کی بچیاں شادی کی عمر کو پہنچ جاتی ہیں اور اُن کے لئے شادی کے کوئی سامان نہیں ہوتے اور ماں باپ اس غم میں گھلتے ہیں اور گھٹتے چلے جاتے ہیں اور دینی غیرت کا تقاضا ہے یا اپنی عزتِ نفس کا تقاضا ہے۔ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ بھی نہیں پھیلا سکتے۔ خلیفۂ وقت سے چونکہ بے تکلفی ہوتی ہے اس لئے ان میں سے بعض لکھ دیتے ہیں۔ بہت سے نہیں بھی لکھتے ہوں گے۔ مگر بہت سے ایسے ہیں جو بیچارے بغیر سامان کے بیٹھے ہیں اور ان کو دو سادہ جوڑے دے کر بھی بچی رخصت کرنے کی استطاعت نہیں ہے۔ اس لئے میرے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ جماعت کے مرفہ متمول دوست ہی نہیں بلکہ درمیانی حیثیت کے دوست بھی اگر یہ نیت باندھ لیں کہ ہم اپنی بچیوں کی شادی پر جو خرچ کرتے ہیں یا اس کا دسواں حصہ یا پانچواں حصہ کسی غریب کی بچی پر خرچ کر دیا کریں گے تو وہ روپیہ جماعت کو نہ دیں بلکہ اگر وہ تلاش کرنا چاہیں تو جماعت کے نظام کو مطلع کر دیں کہ ہماری نیت ہے کہ اس سال ایک شادی کروائیں گے، دو کروائیں گے، تین کروائیں گے اور ہماری توفیق کے مطابق اندازاً اتنا خرچ ہوگا تو آپ کے علم میں اگر ایسے غرباء ہوں تو بصیغۂ راز ہمیں مطلع کر دیا۔ اس میں راز رکھنا ضروری ہے اس لئے بہتر ہے کہ اس نظام کو امراء اور صدران اپنے ہاتھ میں رکھیں اور پھیلائیں نہیں۔ پھر ان کے علم میں جو بھی خاندان ہوں ان کا ذکر مخفی طور پر ان خواہشمند دوستوں کے سامنے کر دیا جائے یا لکھ کر بھجوا دیا جائے اور باقی پھر اُن کو آپس میں ایک دوسرے سے تعلق استوار کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ جو لوگ بالکل مخفی ہاتھ سے یہ کام کرنا چاہیں وہ اُن کو رقم بھجوا سکتے ہیں۔ اور ان کے سامنے نہ آنا چاہیں تو نہ آئیں اور وہ لوگ جو دکھاوے کی خاطر نہیں بلکہ اس نیکی کا لطف اُٹھانے کے لئے اور اس سے مزید نیکیوں کی روح حاصل کرنے کی خاطر ان سے ذاتی تعلق قائم کر کے پھر مخفی ہاتھ سے ان کی مدد کرتے ہیں تو یہ بھی جائز ہے۔ پس ساری دنیا میں ہمیں غریبوں کی شادیوں پر ان کی مدد کا یہ نظام جاری کر دینا چاہئے اور آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کے ذریعہ اس کی کثرت سے تشہیر کرنی چاہئے اور ایسا ہو کہ کوئی بھی ایسا غریب احمدی گھرانہ نہ رہے جس کی شادی میں ضرورتوں میں اس کے بھائی شریک نہ ہوئے ہوں۔ ایک تو تحفہ دینے کا طریق ہے وہ تو ہوتا ہی ہے لیکن غریبوں تک بہت تھوڑے تحفے پہنچتے ہیں۔ اکثر تحفے تو اوپر کی سطح پر ہی آپس میں گھومتے رہتے ہیں۔ اس لئے میں جو نظام بیان کر رہا ہوں یہ بہت ضروری ہے۔ جہاں تک یورپ اور امریکہ کے احمدیوں کا تعلق ہے ان کے لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ

شادی کے قابل بوسنین بچیوں کی تلاش کریں

اور بڑی آسانی کے ساتھ یہ اُن کیمپوں سے پتہ چل سکتا ہے جہاں وہ رہتے ہیں اور ہر شخص جو کسی بوسنین بچی کی شادی کی توفیق رکھتا ہو وہ اُن سے تعلق قائم کر کے اپنی پیشکش کرے تو اس طرح ساری دنیا میں غرباء کی شادی میں سب احمدی شریک ہو جایا کریں گے اور جو اللہ کی رضا کی خاطر غرباء کی شادیوں میں شریک ہوتے ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی شادیوں میں اللہ اور اس کے فرشتے شامل ہوا کریں گے۔ ان کی اپنی شادیوں کو برکت ملے گی۔ وہ شادیاں خدا کے حضور معزز لکھی جائیں گی۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور نیکی کی جو نئی نئی راہیں اللہ ہمیں دکھاتا ہے اُن پر تیزی سے اور مضبوطی کے ساتھ اور مستقل مزاجی کے ساتھ ہمیشہ آگے بڑھتے رہنے کی توفیق عطا ہوتی رہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ٭

نوٹ:۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ (ادارہ)

بالسو میں خدام الاحمدیہ کا تربیتی جلسہ

۲۲ جنوری کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ بالسو میں خدام الاحمدیہ کا ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم عبدالرحیم صاحب ساجد صدر جماعت احمدیہ منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم اور عہد دہرانے کے بعد معراج کی حقیقت، سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام، تربیت اطفال کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم عناوین پر تقاریر ہوئیں۔ اور دوران جلسہ نظمیں پڑھی گئیں۔ آخر پر صدر اجلاس نے باجماعت نماز کی ادائیگی اور دیگر امور کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی۔

(ظہور احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ بالسو)

روٹری کلب انٹرنیشنل کے G.S.E. وفد کے ٹیم لیڈر کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش

مظفر پور بہار میں روٹری انٹرنیشنل کے ڈسٹرکٹ 3250 کی ۱۶ اور ۱۷ جنوری کو کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں شرکت کے لئے برازیل سے G.S.E. کا وفد آیا تھا۔ ٹیم لیڈر MR. ROBRTO روٹرین ہیں قانون اور ACCOUNTS کے ماہر ہیں موصوف میرے ذاتی مہمان خصوصی تھے۔ ۱۷ جنوری کی صبح کو خاکسار نے انہیں قرآن مجید اور دیگر اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا جسے پاکر وہ بہت خوش ہوئے اور بار بار شکریہ ادا کیا۔

(سید داؤد احمد مظفر پور۔ بہار)

جواب ہو تو ایسا

از مکرم سید رشید احمد صاحب سونگڑوی صدر جماعت احمدیہ جمشید پور (بہار)

علم کلام کے طریقوں میں سے ایک طریقہ الزامی جواب کا بھی ہے۔ درحقیقت مد مقابل کے طریق استدلال کو مدنظر رکھتے ہوئے الزامی جواب دینا ہی زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ ورنہ ہر موقع پر الزامی جواب دیا نہیں جاتا۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

وَلَا تُجَادِلُوٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔ (العنکبوت آیت ۴۷)

یعنی اور اہل کتاب سے کبھی بحث نہ کرو مگر اسی اور مضبوط دلیل کے ساتھ سوائے اُن لوگوں کے جو اُن میں سے ظلم کرنے والے ہوں (اُن کو الزامی جواب دے سکتے ہو) اور اُن سے کہو کہ جو ہم پر نازل ہوا ہے ہم اس پر بھی ایمان لاتے ہیں اور جو تم پر نازل ہوا ہے اس پر بھی اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اُس کے فرمانبردار ہیں۔

(تفسیر صغیر صفحہ ۵۲۱)

امر واقعہ یہ ہے کہ ہمارے بزرگان سلف نے الزامی جواب کا جابجا طور پر استعمال کر کے فائدہ اُٹھایا ہے اور ہمارے لئے سبق آموز نمونہ چھوڑا ہے۔ چنانچہ حسب گنجائش چند واقعات کا پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۱):۔ ایک مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ ایک دفعہ روم کے بادشاہ نے ایک مسلمان بادشاہ کو لکھا کہ آپ اپنا کوئی عالم ہمارے پاس بھجوائیں ہم مذہب کی تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ مسلمان بادشاہ نے ایک عالم کو بھجوایا۔ عیسائیوں نے پہلے ہی منصوبہ کیا ہوا تھا۔ انہوں نے خیال کیا کہ مسلمان عالم کو آتے ہی ہم شرمندہ کر دیں گے۔ چنانچہ جب دربار لگ گیا تو ایک پادری اُٹھا اور کہنے لگا۔ مولوی صاحب آپ کے رسول کی بیوی عائشہ پر الزام لگایا گیا تھا۔ اور الزام لگانے والے بھی کوئی غیر قوم کے نہیں تھے (بلکہ) آپ کی قوم ہی میں سے تھے اس لئے یہ اعتراض کچھ مضبوط معلوم ہوتا ہے۔ مسلمان عالم جو غالباً امام ابن تیمیہ یا اُن کے کوئی دوست تھے بڑے ہوشیار تھے کہنے لگے پادری صاحب دُنیا میں دو عورتیں گذری ہیں (ایک ہمارے رسولؐ کی بیوی عائشہؓ اور دوسری آپ کے نبی کی ماں مریمؑ) ایک کا خاوند تھا۔ خبیث لوگوں نے اس پر الزام لگایا مگر سارے عمر اس کے کوئی بچہ نہیں ہوا۔ لیکن ایک اور عورت (حضرت مریمؑ) تھی جس کا خاوند بھی نہیں تھا اس پر الزام لگایا گیا اور اس کے ہاں بیٹا پیدا ہو گیا۔ اب آپ بتائیے کہ الزام کس عورت پر لگتا ہے۔ اس پر پادری سخت شرمندہ اور لاجواب ہو گیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب آپ نے تو سختی شروع کر دی وہ بات تو ہم نے یونہی کہی تھی۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۲۵۶)

(۲):۔ اسی طرح ایک اور واقعہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحؒ کے ساتھ عیسائیوں سے پیش آیا۔ واقعہ کا ذکر فارسی زبان میں ہے۔ جس کا اردو ترجمہ الفرقان۔ ربوہ بابت اکتوبر نومبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۸۲ سے منقول ہے:

ایک دفعہ ایک بڑا پادری مناظرہ کے لئے دہلی آیا۔ مسٹر میٹکف بہادر ایجنٹ کمپنی نے اسے کہا کہ مناظرہ کی شرط یہ ہے کہ جو مغلوب ہو جائے دو ہزار روپے نقد ادا کرے۔ پادری شرط منظور کرتے ہوئے شاہ عبد العزیز رحؒ کے مقابلہ میں آیا۔ اور یہ سوال پیش کیا کہ تمہارا پیغمبر خدا کا محبوب ہے انہوں نے امام حسینؓ کی شہادت کے وقت جناب الٰہی میں کیوں دعا نہ کی اور اگر دعا کی تو اس کا اثر کیوں نہ ظاہر ہوا حالانکہ محبوب کا محبوب زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ حضرت مولانا عبد العزیز رحؒ صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام اُسی وقت خدا کے دربار میں پیش ہوئے تھے لیکن غیب سے ندا آئی کہ اے محمد! بے شک آپ کے نبیرہ پر بے حد ظلم ہوا ہے اور قوم نے اسے شہید کر دیا ہے۔ لیکن میں کیا کروں کہ اُس وقت میں اپنے بیٹے عیسیٰ کی مصلوبیت کے صدمہ سے دو چار بیٹھا ہوں۔ لہٰذا یہ جواب سُن کر ہمارے نبی علیہ السلام اُلٹا خاموش ہو گئے۔ پادری صاحب اس جواب سے لاجواب ہو گئے۔ اور دو ہزار روپیہ نقد ایجنٹ صاحب کے سامنے رکھ دیا۔ (فتاویٰ عزیزیہ مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۰)۔

اس واقعہ کا ذکر مشہور مورخ شیخ محمد اکرام نے اپنی تاریخی نوعیت کی کتاب "رود کوثر" مطبوعہ دہلی صفحہ ۵۹۰ پر کیا ہے۔

(۳):۔ اسلام پر عیسائیوں کے حملوں کے واقعات اور اُن کے الزامی جوابات کے سلسلہ میں ایک وہ واقعہ بھی ہے جو کاسر الصلیب حضرت امام مہدی علیہ السلام سے پیش آیا۔ ۱۸۹۳ء میں امرتسر (پنجاب) کے مقام پر عیسائیوں کے نمائندوں کا اسلام کے نمائندہ سے مباحثہ ہوا تھا۔ اس وقت کے نظارہ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ عیسائیوں کے نمائندہ آتھم کے مباحثہ میں ہم نے جو نظارہ دیکھا اس سے پہلے تو ہماری عقلیں دنگ ہو گئیں اور پھر ہمارا ایمان آسمان پر پہنچ گیا۔ جب عیسائی مباحثہ سے تنگ آ گئے اور انہوں نے دیکھا کہ ہمارا کوئی داؤ نہیں چلا تو چند مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر انہوں نے ہنسی اُڑانے کے لئے یہ شرارت کی کہ کچھ اندھے کچھ بہرے اور کچھ لنگڑے بلائے اور انہیں مباحثہ سے پہلے ایک طرف چھپا کر بٹھا لیا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو جھٹ انہوں نے اُن اندھوں، بہروں اور لولوں لنگڑوں کو نکال کر آپ کے سامنے پیش کر دیا اور کہا زبانی باتوں سے جھگڑے ختم نہیں ہوتے آپ کہتے ہیں میں مسیح ناصری کا مثیل ہوں اور مسیح ناصری اندھوں کو آنکھیں دیا کرتے تھے۔ بہروں کو کان بخشا کرتے تھے اور لولوں لنگڑوں کے ہاتھ پاؤں درست کر دیا کرتے تھے۔ ہم نے آپ کو تکلیف سے بچانے کے لئے اس وقت چند اندھے بہرے اور لولے لنگڑے اکٹھے کر دیئے ہیں اگر آپ فی الواقعہ مثیل مسیح ہیں تو ان کو اچھا کر کے دکھایئے ...... ہم لوگوں کے دل اُن کی اس بات کو سُن کر بیٹھ گئے اور گو ہم سمجھتے تھے کہ یہ بات یوں ہی ہے مگر اس خیال سے گھبرا گئے کہ آج لوگوں کو ہنسی اور ٹھٹھے کا موقع مل جائے گا۔ مگر جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ کو دیکھا تو آپ کے چہرہ پر ناپسندیدگی یا گھبراہٹ کے کوئی آثار نہ تھے۔ جب وہ بات ختم کر چکے تو آپ نے فرمایا دیکھئے پادری صاحب! میں جس مسیح کے مثیل ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں۔ اسلامی تعلیم کے مطابق وہ اس قسم کے اندھوں۔ بہروں اور لولوں لنگڑوں کو اچھا نہیں کیا کرتا تھا مگر آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح جسمانی اندھوں، جسمانی بہروں، جسمانی لولوں اور جسمانی لنگڑوں کو اچھا کیا کرتے تھے اور آپ کی کتاب (متی ۲۰/۱۷، لوقا ۶/۱۷، مرقس ۱۶/۱۷-۱۸) میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر تم میں ایک رائی برابر بھی ایمان ہو اور تم کسی پہاڑ سے کہو کہ یہاں سے وہاں چلا جائے تو وہ چلا جائے گا اور اگر تم بیماروں پر ہاتھ رکھو گے تو وہ اچھے ہو جائیں گے۔ پس یہ سوال مجھ سے نہیں ہو سکتا میں تو وہ معجزے دکھا سکتا ہوں جو میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھائے آپ اُن معجزوں کا مطالبہ کریں تو میں دکھانے کے لئے تیار ہوں۔ باقی رہے اس قسم کے معجزے سو آپ کی کتاب نے بتا دیا ہے کہ ہر وہ عیسائی جس کے اندر ایک رائی کے برابر بھی ایمان ہو ویسے ہی معجزے دکھا سکتا ہے جیسے حضرت مسیح ناصریؑ نے دکھائے سو آپ نے بڑی اچھی بات کی جو ہمیں تکلیف سے بچا لیا۔ اور اِن اندھوں، بہروں، لولوں اور لنگڑوں کو اکٹھا کر دیا اب یہ اندھے بہرے لولے اور لنگڑے موجود ہیں ان کو اچھا کر کے دکھا دیجئے۔

اس جواب سے پادریوں کو ایسی حیرت ہوئی کہ بڑے بڑے پادری اُن لولوں لنگڑوں کو کھینچ کھینچ کر

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

تاریخ میں مدفون خاموش اور مسلسل قربانیاں

پہلی قسط

ایک نیک بی بی کی یاد میں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح رابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یو۔ کے ۱۹۹۲ء کے موقع پر مستورات کے اجلاس سے خطاب فرماتے ہوئے گذشتہ سو سال میں احمدی مستورات کی ایمان افروز قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"بہت سی ایسی خواتین ہیں جس کی خاموش قربانیاں گویا تاریخ میں دفن ہوگئیں لیکن وہ زندہ جاوید ہیں اُن کی ایک ایک دن کی دردناک داستان اس قابل ہے کہ اُسے ہمیشہ زندہ رکھا جائے اور ہمیشہ آنے والی نسلوں کو اس کو سُنایا جائے کیونکہ کوئی قوم دنیا میں عظیم قربانیاں پیش نہیں کر سکتی جب تک اس قوم کی خواتین اپنے مردوں کے ساتھ نہ ہوں۔

(خطاب جلسہ مستورات یکم اگست ۱۹۹۲ء بحوالہ بدر ۸ ر اکتوبر ۱۹۹۲)

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے اس مذکورہ ارشاد سے روشنی حاصل کر کے مکرم مولانا محمد منور صاحب سابق مبلغ افریقہ نے اپنی مرحومہ اہلیہ کی یاد میں درج ذیل مضمون تحریر فرمایا ہے۔ حضور پُر نور نے اس مضمون کو پڑھ کر فرمایا؛

"یہ بڑا پاکیزہ مضمون ہے اسے پڑھ کر حقیقی وقف کی رُوح سمجھ آتی ہے۔ اسے پڑھ کر دنیا میں قناعت ملتی ہے اور دنیا کی جنت بھی اسی کے تابع ہے۔"

(ادارہ)

عرض حال

اللہ تعالےٰ کے فضل سے میرا گھر جنت ارضی کی مثال بنا رہا ہے۔ میری پہلی شادی ۱۹۴۰ء میں ہوئی۔ ہمارے گھر کا ماحول نہایت خوشگوار رہا۔ بارہ سال بعد دوسری شادی ہوئی۔ اس کے بعد بھی اہلی زندگی بے حد پُرسکون رہی۔ بچے بڑے ہوئے اور ان کی شادیوں کا مرحلہ آیا۔ تب بھی ہم میں باہم اتحاد و اتفاق رہا۔ عمر بھر ہم نے جہیز کا معاملہ گفتگو کا موضوع نہ بنایا۔ میری بیویاں میرے عزیزوں اور بزرگوں سے احترام سے پیش آتیں اور میں ان کے والدین کا پورا پورا ادب کرتا رہا۔

جب ہم گھر میں اکٹھے ہوتے تو ایک دوسرے پر جان نثار کرتے اور جب میں خدمت دین کے لئے ملک سے باہر چلا جاتا تو بھی دلوں میں دوری کا خیال تک نہ آتا۔ والدہ مبارک احمد جن کا انتقال چھ جون ۱۹۹۲ء کو ہوا میری زوجیت میں باون سال رہیں۔ میں نے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ اس عرصہ میں ۲۶ سال وہ مجھ سے دور رہیں۔ تنہائی میں عورتوں کو کئی قسم کی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ لیکن خدا کی اس نیک بندی نے کبھی شکایت نہ کی۔ ایک دو بار صرف اس قدر لکھا کہ افسوس ہے اپنی بیماری کی وجہ سے پردیس میں میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کرسکی۔ ہر حال میں صبر کیا بلکہ اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے ہمیں زندگی بخشی ہے۔ جب اس کی مرضی ہوگی۔ ہمیں باہم اکٹھا کر دے گا۔

والدہ مبارک احمد محبت اور وفا کا مجسمہ تھیں اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس شعر کی کامل مصداق کہ

صادق آں باشد کہ ایام بلا
مے گزارد با محبت با وفا

میں نے ان کی زندگی کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ ان کے دل میں سب کے لئے خیر ہی خیر اور ہمدردی ہی ہمدردی کے جذبات تھے۔ اس لئے ان کی وفات سے دل پر شدید چوٹ لگی ہے۔ ہماری جنت کے جو پانچ کونے تھے۔ دو بیویاں دو بچے اور خاوند۔ ان میں سے ایک خدا تعالےٰ کے حکم سے الگ ہو گیا ہے۔ ہم سب اللہ تعالےٰ کی رضا پر راضی ہیں۔ مجھے جب ان کی جدائی کا غم زیادہ دباتا ہے تو عالم خیال میں صوفی تبسم کا یہ شعر زبان پر آجاتا ہے ؎

شاید تمہیں بھی چین نہ آئے میرے بغیر
شاید یہ بات تم بھی گوارا نہ کر سکو

ہمارے پیارے آقا کا یکم اگست ۱۹۹۲ء کا جلسہ سالانہ لندن کے دوسرے دن کا خطاب جس میں حضور انور نے احمدی خواتین کی متعدد قربانیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ میرے لئے مہمیز بن گیا ہے۔ ذیل کی سطور میں مَیں نے جدا ہونے والی حور صفت کے کچھ اوصاف حمیدہ ان کے لئے دعا کی درخواست کے ساتھ درج کئے ہیں۔ امید ہے جان سے پیارے آقا اور میرے تمام روحانی بہن بھائی ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کر کے مجھے ممنون فرمائیں گے اور میرے لئے بھی نیک انجام کی اللہ تعالےٰ کے حضور میں دعا کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

والسلام

(محتاج دعا عاجز محمد منور واقف زندگی)

ایک نیک بی بی کی یاد میں

میری پیدائش کے بعد ہی سے میرے لئے بہت سے رشتے آئے اکثر رشتوں کو بزرگوں نے خود ہی ناپسند ٹھہرایا۔ جب میں نویں جماعت کا طالب علم تھا تو پھر میری شادی کا چرچا ہوا۔ میں نے ابا جان کی خدمت میں انگریزی میں ایک عریضہ لکھا کہ مجھے تعلیم حاصل کرنے کا شوق ہے۔ میری شادی کا معاملہ فی الحال رہنے دیں۔ انہوں نے میری عرضداشت منظور کر لی۔

جب میں ایف اے سیکنڈ اِئر میں تھا تو پھر ایک رشتہ کی پیشکش ہوئی۔ میں نے دعا کے بعد قرآن مجید سے فال لی تو سورہ یوسف کی وہ آیت سامنے آئی جس کا ترجمہ ہے؛

"اور جو بھی تقویٰ اختیار کرے اور صبر کرے۔ تو اللہ تعالےٰ محسنین کا اجر ضائع نہیں فرماتا"۔ میں نے پھر شادی سے انکار کر دیا۔

جون ۱۹۳۹ء میں میں دینی تعلیم کے لئے قادیان گیا اور بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ انہی ایام میں ایک پختہ عمر کے بزرگ میرے پاس آئے اور انگریزی پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ میں نے منظور کر لیا۔ وہ روزانہ میرے پاس آکر تھوڑا وقت انگریزی پڑھتے تھے۔

بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دراصل میرے حالات و کوائف کی تفتیش کر رہے تھے۔ انگریزی پڑھنے کے بہانے وہ میرے کوائف حاصل کرتے رہے۔ ساری باتیں وہ اپنے برادر نسبتی برادرم محترم عبد الرحمٰن خان صاحب کو لکھتے رہے۔ یہ کوائف راولپنڈی سے وہ اپنے والد محترم منشی محمد حیات خان صاحب کو ملتان بھجواتے رہے۔

جناب محترم منشی محمد حیات خان صاحب ملازمت سے فراغت کے بعد آنریری انسپکٹر بیت المال کے طور پر خدمات بجا لا رہے تھے۔ ۱۹۴۰ء میں جب میں گرمی کی تعطیلات گزارنے قادیان سے لودھراں گیا۔ تو معلوم ہوا کہ بیت المال کے ایک انسپکٹر صاحب دورے پر لودھراں تشریف لا رہے ہیں۔

مرکزی مہمانوں اور دوسرے احمدی احباب کا قیام بالعموم ہمارے ہاں ہوتا تھا۔ جب محترم خان صاحب کی آمد کی اطلاع جماعت کو دی گئی تو ایک بزرگ نے ابا جان سے کہا کہ آپ مہربانی فرما کر جناب خان صاحب کی خدمت میں ہماری طرف سے رشتہ کی درخواست پہنچا دیں۔ محترم خان صاحب ابا جان کے

پرانے ملنے والے تھے جب وہ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ان کی خدمت اور خاطر تواضع خاکسار کے سپرد ہوئی۔

اباجان نے ایک دن ان صاحب کی درخواست محترم خان صاحب کی خدمت میں پیش کردی۔ جناب خان صاحب نے بڑی بے تکلفی سے پوچھا "بابو صاحب آپ دوسروں کی سفارش کرتے ہیں۔ اپنے بیٹے کے لئے کیوں رشتہ طلب نہیں کرتے"؟ اباجان نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ تین چار سال قبل میرے چھوٹے بھائی کے ہاں بچی پیدا ہوئی ہے۔ قبلہ والد صاحب نے اسے میرے بیٹے سے منسوب کردیا ہے۔ اس لئے یہ معاملہ اب ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو ان سے ذکر کر دیکھیں۔

قتال پور کی جماعت بھی خان صاحب کے حلقہ میں شامل تھی۔ دورہ کرتے کرتے وہاں پہنچے اور باتوں باتوں میں رشتے کا ذکر بھی چل پڑا۔ حضرت دادا جان نے فرمایا کہ رشتہ تو طے ہوچکا ہے۔ لیکن بچوں کی عمر میں کافی فرق ہے۔ اگر آپ جلدی سے یہ کام کر سکتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ جب بچی بڑی ہو جائے گی تو اس کا رشتہ بھی وہیں ہو جائے گا۔

محترم خان صاحب نے صورت حال سے میرے والدین کو مطلع فرمایا اور رشتہ طے ہوگیا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ اسی سال جلسہ سالانہ کے موقع پر نکاح اور رخصتانہ ہو جائے۔ جناب خان صاحب کے خلوص سادگی اور میانہ روی نے میرے دل پہ بھی گہرا اثر چھوڑا۔ میں نے بھی ہاں کردی۔

رخصتوں کے بعد میں ہوسٹل جامعہ احمدیہ قادیان واپس آگیا۔ جناب خان صاحب اپنے سارے خاندان میں پہلے احمدی تھے۔ ان کی دو بیویاں فوت ہو چکی تھیں۔ اور کا بھی کوئی معقول انتظام نہیں تھا۔ انہوں نے میرے اباجان سے کہا کہ اگر آپ پانچ سو روپے حق مہر کی رقم پہلے ادا کردیں تو ہم اس سے شادی کی تیاری کریں گے۔ اباجان نے ادائیگی کردی۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر میرے والدین چھوٹی خالہ اور میرے چچا جان جو بعد میں میرے خسر بھی بننے والے تھے۔ قادیان پہنچ گئے۔ برادرم عبدالرحمن خان صاحب بھی اپنی چھوٹی ہمشیرہ آمنہ بی بی کو لے کر قادیان آ گئے۔

۲۵ر دسمبر ۱۹۴۰ء کو سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ہمارے نکاح کا مسجد مبارک میں اعلان فرمایا۔ رخصتانہ کے لئے ۲۹ر دسمبر کی تاریخ مقرر ہوگئی۔ جامعہ احمدیہ کی عمارت کے قریب اباجان نے ایک نیا مکان کرایہ پر لے لیا اور محترم خان صاحب سے دریافت کیا کہ بارات میں کتنے افراد شامل کئے جائیں۔ حضرت خان صاحب نے جواباً فرمایا کہ بیٹی تو میں نے ایک ہی کو دینی ہے۔ آپ جتنے افراد شامل کرنا پسند کریں کر لیں۔

صرف افراد خانہ پر مشتمل چند افراد بارات کے ساتھ گئے اور رخصتانہ لے آئے۔ میرے چچا جان بھی اس شادی پر بہت خوش تھے۔ کیونکہ یہ معاملہ حضرت دادا جان کی منظوری سے طے پایا تھا۔ اور ان کی اطاعت ہر حال میں ان پر واجب تھی۔ چند دن کے بعد جلسہ کی رخصتیں ختم ہو گئیں۔ میرے والدین اپنی بہو کو لے کر لودھراں چلے گئے اور میں ہوسٹل جامعہ احمدیہ میں لوٹ آیا اور تعلیم حسب معمول جاری رہی۔

آئندہ سال اباجان قادیان آ گئے اور محلہ دار الفضل میں ہمارے لئے ایک مکان خرید لیا۔ ہم بالاخانے میں رہنے لگے اور نچلا حصہ کرایہ پر دے دیا گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد والدہ محترمہ بھی ہمارے پاس آ گئیں۔ اپنی بھانجی کو بھی تعلیم کے لئے قادیان لے آئیں۔ جس نے بعد میں میری دوسری بیوی بننا تھا۔ میری پہلی بیوی ہم سب کی خدمت میں مصروف ہو گئیں۔

اگلے سال میں نے درجہ ثانیہ کا امتحان دیا۔ جو پنجاب یونیورسٹی کا مولوی فاضل کا امتحان کہلاتا تھا۔ میں اپنی جماعت میں اوّل یونیورسٹی میں سوم اور فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوا۔ میری بیوی نے خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ کو یہ پوزیشن میری وجہ سے ملی ہے مجھے اس سے اختلاف کرنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی اور ان کی بات مان لی گئی۔

ہمارے مولوی فاضل کے امتحان کے بعد حضرت سیدنا مصلح موعودؓ نے مسلسل خطبات جمعہ میں جماعت کے نوجوانوں کو وقف زندگی کی طرف بلایا۔ میں نے بیوی سے مشورہ کیا انہوں نے کہا۔ اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہوگی۔ میں نے وقف زندگی کا فارم پر کردیا۔ وقف منظور ہوگیا۔ پہلے مہینے کے اختتام پر مجھے دس روپے الاؤنس ملا۔ ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ وقف بھی منظور اور ساتھ روپے بھی۔

مولوی فاضل پاس کرنے کے بعد میں نے مربیان کی کلاس میں داخلہ لے لیا جو دو سال کی ہوتی تھی۔ اس کے بعد ایک سال کے لئے صرف کا ایک خصوصی کورس کیا اور ۱۹۴۶ء کے آغاز میں مجھے مربی کے طور پر کانپور (یوپی) بھجوا دیا گیا۔

جنوری ۴۶ء سے دسمبر ۴۶ء تک کا عرصہ ہم میاں بیوی نے الگ الگ گزارا اور یہ ہمارا کامیاب تجربہ ثابت ہوا۔ ابھی اس سے سخت امتحان آگے آنے والے تھے۔

گھریلو زندگی میں بچوں کی پیدائش ایک قدرتی معاملہ سمجھا جاتا ہے جب کچھ سال شادی کے بعد یونہی گزر گئے تو میری والدہ محترمہ کو فکر دامنگیر ہوا۔ کئی جگہ سے علاج کرایا گیا۔ مگر کارگر نہ ہوا۔ بلکہ کہا گیا کہ اولاد ہو ہی نہیں سکتی۔ ایسے حالات میں دعاؤں کی طرف زیادہ توجہ ہو جاتی ہے۔ بہت سے بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست کی۔ مزنگ لاہور کے حضرت قاضی حبیب اللہ صاحبؓ (صحابی حضرت بانی سلسلہؑ) ان دنوں قادیان میں تھے۔ ان سے بھی دعا کی التجا کی۔

تھوڑے دنوں کے بعد میری گھروالی نے ایک خواب دیکھا اس کی تعبیر حضرت قاضی صاحب نے یہ فرمائی کہ ہمارے ہاں بیٹا ہوگا۔ مگر خاموشی بدستور قائم رہی اور معاملات جوں کے توں رہے۔ اتنے میں ہندوستان تقسیم ہوگیا۔ قادیان بھارت کا حصہ بن گیا۔ فسادات شروع ہوگئے اور ہم گھربار، سامان (جس میں جہیز کا سامان بھی شامل تھا) چھوڑ کر بورڈ تحریک جدید میں پناہ گزین ہو گئے۔ بسوں کا ایک بڑا قافلہ پاکستان سے قادیان آیا۔ اس میں عورتیں بچے اور بوڑھے پاکستان کے لئے روانہ ہو گئے۔ میری والدہ محترمہ بیوی اور ہونے والی بیوی بھی اپنے وطن ملتان چلے گئے۔ اباجان اور میں قادیان رہ گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد اباجان کو بھی محکمہ ڈاک خانہ جات نے بلا لیا اور میں درویش قادیان بننے کے لئے قادیان میں رک گیا۔

تھوڑے دنوں کے بعد مجھے حکم ملا کہ پاکستان سے باہر جانے کے لئے لاہور چلا جاؤں۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۴۷ء میں جو آخری قافلہ قادیان سے لاہور گیا۔ میں اس میں شامل ہوگیا۔

میرا قیام لاہور میں تھا۔ بیوی ملتان شہر میں تھیں۔ حضرت دادا جان والدہ محترمہ اور دوسرے رشتہ دار گاؤں میں تھے۔ اباجان بھیرپور ضلع منٹگمری میں ملازمت پر تھے۔ اسی دوران میں وکالت تبشیر کی طرف سے ارشاد ملا کہ یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو افریقہ کے لئے روانہ ہونا ہے۔

جماعت کی حالت نہایت بے سروسامانی کی تھی۔ اس کے باوجود ہمارے پیارے اولوالعزم آقا نے پانچ مربیوں کا قافلہ حسب پروگرام یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو پرسوز دعا کے ساتھ لاہور (رتن باغ) سے روانہ فرمایا۔ تین مغربی افریقہ کے لئے اور دو مشرقی افریقہ کے لئے۔ چونکہ جہازوں کا ملنا مشکل تھا۔ اس لئے سیٹیں بھی بک نہ کرائی گئیں اور ہمیں حکم ہوا کہ کراچی پہنچ کر خود انتظام کریں۔

ہم نے اپنی وکالت کو بتادیا تھا کہ ہمیں اپنے عزیزوں سے بھی ملنا ہے۔ اس کے بعد کراچی جانا ہوگا۔ محترم مولانا عبدالکریم صاحب شرما اور خاکسار نے مشرقی افریقہ جانا تھا۔ ہم نے مشورہ کیا کہ ملتان سٹیشن پر اتر کر اپنے رشتہ داروں سے مل کر جلد از جلد آگے روانہ ہو جائیں گے۔

خاکسار کے سسرال محلہ [illegible] ملتان میں مقیم تھے۔ میری بیوی بھی وہیں تھیں۔ ایک رات وہاں گزارکر اور وہی طالب بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری کے آثار کے ظہور کا موجب بن گیا۔ اگلے روز میں [illegible] روانہ ہوگیا اور سب رشتہ داروں سے ملاقات کے بعد براستہ ملتان کراچی چلا گیا۔ (باقی آئندہ)

نصاب واقفینِ نو

وکالتِ وقفِ نو تحریکِ جدید ربوہ

> "ماں باپ جتنی چاہیں زبانی تربیت کریں اگر ان کا کردار ان کے قول کے مطابق نہیں تو بچے کمزوری کو لیں گے اور مضبوط پہلو کو چھوڑ دیں گے۔"
>
> (ارشاد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ)

واقفینِ نو کے والدین کیلئے نصاب

- صبح جاگیں، نمازِ تہجد ادا کرنے کی کوشش کریں۔
- والد نمازیں وقت پر باجماعت ادا کریں، والدہ گھر میں وقت پر نماز ادا کریں۔
- روزانہ بلند آواز سے تلاوت قرآن کریم کریں۔
- بچے کو صاف ستھرا رکھیں اگر کوئی گندگی لگ جائے تو فوراً صاف کریں۔
- بچے کو ننگا نہ رکھیں موسم کے مطابق کپڑے پہنائیں۔
- بچے کو کہانیاں چومنے چاٹنے سے گریز کریں کیونکہ اس سے بہت سی بیماریاں پیدا ہو سکتی ہیں۔
- ماں بچے کو اپنا دودھ دو سال تک پلائے سوائے اس کے کہ کوئی مجبوری ہو۔
- بچے کو غذا مقررہ اوقات میں اندازہ کے مطابق دیں دیگر افعال کی ادائیگی میں بھی وقت کی پابندی کا عادی بنائیں۔
- بچے کو حفاظتی ٹیکے مقررہ اوقات میں لگوائیں اور نگران وقفِ نو کے تعاون سے بچے کا ڈاکٹری معائنہ کرواتے رہیں۔
- بچے کے ساتھ ادب سے کلام کریں۔ حتی الوسع مارنے اور جھڑکنے سے گریز کریں۔
- بچے کو ڈراؤنی کہانیاں نہ سنائیں، بہادر اور نیک لوگوں کے واقعات اور کہانیاں سنائیں۔
- حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ہر ماہ کم از کم ایک دعائیہ خط باقاعدگی سے تحریر کریں۔
- درج ذیل کتب زیر مطالعہ رکھ کر بچے کی تربیت کریں۔

۱۔ کامیابی کی راہیں ۲۔ منہاج الطالبین ۳۔ اللہ کی باتیں (اول و دوم) ۴۔ بچوں کی پرورش ۵۔ واقفین نو کے والدین کی راہنمائی کے لئے ۶۔ کرم ہیں ۷۔ نتیجہ ۸۔ گل

- بچے کو بتائیں کہ میں وقفِ نو کا مجاہد ہوں اور نیک اور اچھا بچہ ہوں۔

- بچے کو کچھ مال یا اشیاء کا مالک بنائیں اور پھر ان میں سے دوسروں کو دینے کی تلقین کریں۔ اس سے صدقہ و خیرات، رشتہ داروں اور غریبوں کی مدد کرنے کی صفات پیدا ہونگی۔ اسی طرح تعاون اور وقارِ عمل کی تربیت دیں۔
- بچے کو اکیلے کھیلنے کی بجائے اپنے ساتھ کھیلنے کی عادت ڈالیں۔
- بچے کے لئے ہمیشہ دعائیں کرتے رہیں خاص طور پر یہ دعا کیا کریں:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔

خدا کرے کہ واقفینِ نو کی ایک ایسی فوج خدا کی راہ میں پیش کریں جو ہر قسم کے ان ہتھیاروں سے مزین ہو جو خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے ضروری ہوا کرتے ہیں۔

نوٹ:۔ ○ والدین اس بات کا اہتمام کریں کہ جس ماہ جو بات بچوں کو یاد کرانی ضروری ہے۔ وہ لازماً اسی ماہ یاد کروائی جائے۔ اگر اس سے زیادہ یاد کروانا چاہیں تو اس پر پابندی نہیں۔

○ نیز جو بات بچہ سیکھ لے وہ اسے یاد رہنی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ بچہ اگلی باتیں سیکھ جائے اور پچھلی بھول جائے۔

ایک تا دو سال کی عمر کے بچوں کیلئے

○ درج ذیل پانچوں باتیں والدین بیک وقت اختیار کریں۔

○ ہر کام شروع کرنے سے پہلے بچے کے سامنے اونچی آواز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھیں۔

○ موقع کی مناسبت سے دعائیں اونچی آواز میں کریں۔ مثلاً کھانا شروع کرنے کی دعا بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ کھانا کھانے کے بعد کی دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

○ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے تو صلی اللہ علیہ وسلم اونچی آواز میں کہا جائے۔ ○ بچے کو اطاعت کی عادت ڈالیں جب کسی بات سے اسے منع کیا جائے تو وہ منع ہو جائے مگر پیار اور نرمی ملحوظ خاطر رکھیں۔

دو تا تین سال کی عمر کے بچوں کیلئے

جنوری: جب بھی بچہ کوئی کام شروع کرے تو پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فروری: بچہ اگر کسی سے ملے تو السلام علیکم کہے۔ بچہ بڑوں کے ساتھ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرے جبکہ بچی صرف پیار لے۔

مارچ: بچہ کھانے کے بعد الحمد للہ کہے۔

اپریل: اگر کوئی چیز اُسے دی جائے تو جَزَاكُمُ اللّٰهُ کہے۔

مئی: اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔

جون: بچے کے ذہن نشین کریں کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے تسخیر کردی ہے نیز سکھائیں کہ میں وقفِ نو کا مجاہد ہوں اور نیک اور اچھا بچہ ہوں یا وقفِ نو کی مجاہدہ ہوں اور اچھی بچی ہوں۔

جولائی: دائیں ہاتھ سے چیز لینے اور دینے کی عادت پختہ کریں۔ نیز یہ کہ دائیں ہاتھ سے کام کرے۔ طہارت اور ناک وغیرہ بائیں ہاتھ سے صاف کرے۔

اگست: بچے کو کچھ مال یا چیزوں کا مالک بنائیں اور اس میں سے دوسروں کو دینے کی تلقین کریں۔

ستمبر: بچے کو ایسے کھلونے دیں جن سے اس کی ذہنی ترقی اور پرورش ہو۔

اکتوبر: سکھائیں کہ ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

نومبر: کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سکھائیں۔

دسمبر: ہمارے حضور کا نام حضرت مرزا طاہر احمد ہے وہ لندن میں رہتے ہیں۔

تین تا چار سال کی عمر کے بچوں کیلئے

جنوری: بچے کو سکھائیں کہ قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے۔ قاعدہ یسرنا القرآن شروع کروائیں اور قاعدہ یسرنا القرآن شروع کرنے سے پہلے پڑھے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

فروری: تمام حروف تہجی کی پہچان کروائیں۔

مارچ: کھانا شروع کرنے کی دعا بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ سکھائیں۔

اپریل: کھانا کھانے کے بعد کی دعا سکھائیں۔

مئی: آنحضورؐ کے خلفاء کے نام سکھائیں۔ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ

جون: سکھائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

جولائی: ہمارے حضور حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ ان کے چوتھے جانشین ہیں۔

اگست: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے دو جانشینوں کے نام یاد کروائیں۔

○ حضرت حکیم مولوی نورالدینؓ ○ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ۔

ستمبر: دوسرے دو جانشینوں کے نام یاد کروائیں۔

○ حضرت مرزا ناصر احمدؒ۔ ○ حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ۔

اکتوبر: حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے جانشینوں کی تصاویر کی پہچان کروائیں۔

نومبر دسمبر: اسے پیدا کرنے والی ہستی کا پتہ دیں اسے بتائیں کہ ہمیں اللہ نے پیدا کیا ہے۔ یہ جو آسمان پر پیارا سا چاند ہے۔ یہ اللہ نے بنایا۔ یہ رات کے وقت آسمان پر چمکنے والے یہ ستارے اللہ نے بنائے ہیں یہ جو اس کے ہاتھ میں پھل ہے مثلاً آم کیلا وغیرہ اللہ نے پیدا کیا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ نے ہمارے واسطے اس لیے تسخیر کیا ہے کہ وہ ہمیں بہت پیار کرتا ہے۔ اس قسم کی موٹی موٹی باتوں سے بچے کو متعارف کروائیں۔ تاکہ اس کا تجسس جاگے اور وہ رفتہ رفتہ تربیت کی سیڑھیاں طے کرے۔ بچے کے ہر سوال کا مناسب اور صحیح جواب دینے کی کوشش کریں۔

نوٹ:۔ اس سال قاعدہ یسرنا القرآن کا پہلا حصہ یعنی چھوٹا قاعدہ مکمل ہو جانا چاہیئے۔

چار تا پانچ سال کی عمر کے بچوں کیلئے

○ اس سال قاعدہ یسرنا القرآن مکمل کروائیں۔

• نماز سادہ بھی مکمل کرائیں۔

جنوری: نمازوں کے نام اور اوقات یاد کروائیں۔

فروری: سونے کے وقت کی دعا یاد کروائیں اور عادت ڈالیں کہ بچہ اسے پڑھے

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ

مارچ: جاگنے کے وقت کی دعا یاد کروائیں اور اسے عادت ڈالیں کہ وہ جاگتے وقت یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔

اپریل: بچے کو روزانہ مسواک کی عادت ڈالیں اور روزانہ باقاعدگی سے ہلکی پھلکی ورزش کروائیں۔

مئی: یہ اشعار یاد کروائیں۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں رہ اسکی عالی بارگاہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قربت کو
اسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

جون: حدیث سکھائیں۔ خَیْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے۔

جولائی تا اکتوبر: ترانۂ اطفال کے تین شعر ہر ماہ یاد کروائیں۔ اکتوبر میں دو اشعار ہونگے

نومبر: حدیث سکھائیں اَلْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ آسودگی اور دولت مندی تو دل کی دولت مندی اور آسودگی ہے۔

دسمبر: حدیث سکھائیں اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔

پانچ سے چھ سال کی عمر کے بچوں کیلئے

• اس سال بچہ قرآن کریم کا پہلا اور آخری پارہ ناظرہ پڑھنا سیکھ جائے۔
• ہر ماہ والدین کے ساتھ ساتھ بچہ بھی اپنے ہاتھ سے حضور ایدہ اللہ کو خط لکھے خواہ ایک آدھ فقرہ ہی ہو۔
• والد بچے کو اپنے ساتھ پانچوں نمازوں میں مسجد ضرور لے کر جائے۔ بچے کو کائنات کا مشاہدہ کرنا سکھائیں۔

جنوری: والدین کے حق میں بچہ یہ دعا کرنا سیکھ جائے

رَبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا

اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے پالا جبکہ میں بچہ تھا۔

فروری: اذان یاد کروائیں۔ بچہ روزانہ ریڈیو۔ ٹی۔ وی سے اذان سنا کرے۔

مارچ: مسجد میں داخل ہونے کی دعا سکھائیں اور بچہ داخل ہوتے ہوئے یہ دعا کرے۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

اپریل: مسجد سے نکلنے کی دعا سکھائیں اور بچہ مسجد سے نکلتے وقت یہ دعا کرے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ

مئی: یہ دعا سکھائیں۔

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

جون: سکھائیں کہ ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نام عبداللہ اور والدہ ماجدہ کا نام آمنہ تھا۔ آپ مکہ میں پیدا ہوئے۔

جولائی: سکھائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ اور والدہ ماجدہ کا نام چراغ بی بی تھا۔ آپ ہندوستان کے ایک گاؤں قادیان میں پیدا ہوئے۔

اگست: سورۃ الکوثر یاد کروائیں۔

ستمبر، اکتوبر: سورۃ فاتحہ کا ترجمہ یاد کروائیں نیز گھریلو اشیاء میں سے تین کے موجدوں کے نام سکھائیں۔ مثلاً
(i) کیمرہ کے موجد فاکس ٹالبوٹ
(ii) ٹیلی ویژن کے موجد۔ جان لوگی جی بیرڈ
(iii) ریڈیو کے موجد۔ مارکونی

نومبر: سورۃ العصر یاد کروائیں۔

دسمبر: یہ نظم یاد کروائیں

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو
مٹ جاؤں میں تو اسکی پرواہ نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو
سینہ میں جوشِ غیرت اور آنکھ میں حیا ہو
لب پر ہو ذکر تیرا دل میں تیری وفا ہو
شیطاں کی حکومت مٹ جائے اس جہاں سے
حاکم تمام دنیا پہ میرا مصطفیٰ ہو
محمود عمر میری کٹ جائے کاش یونہی
ہو روح میری سجدہ میں سامنے خدا ہو

(حضرت مصلح موعودؓ)

○

آگے مسلسل کالم ۲ دیکھا جائے

ترانۂ اطفال

میری رات دن بس یہی اک صدا ہے
کہ اس عالم کون کا اک خدا ہے

اُسی نے ہے پیدا کیا اس جہاں کو
ستاروں کو سورج کو اور آسماں کو

وہ ہے ایک اس کا نہیں کوئی ہمسر
وہ مالک ہے سب کا وہ حاکم ہے سب پر

نہ ہے باپ اس کا نہ ہے کوئی بیٹا
ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا

ہر اک چیز پر اس کو قدرت ہے حاصل
ہر اک کام کی اس کو طاقت ہے حاصل

پہاڑوں کو اس نے ہی اونچا کیا ہے
سمندر کو اس نے ہی پانی دیا ہے

یہ دریا جو چاروں طرف بہہ رہے ہیں
اسی نے تو قدرت سے پیدا کئے ہیں

سمندر کی مچھلی ہوا کے پرندے
گھریلو چرندے بنوں کے درندے

ہر اک شئے کو روزی وہ دیتا ہے ہر دم
خزانے کبھی اس کے ہوتے نہیں کم

ہے فریاد مظلوم کی سننے والا
صداقت کا کرتا ہے وہ بول بالا

یہی رات دن اب تو میری صدا ہے
یہ میرا خدا ہے۔ یہ میرا خدا ہے

(حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ)

(بقیہ صہ ۲ اداریہ)

قوم کے سامنے تو جوابدہ ہے ہی لیکن سب سے بڑھ کر موت کے بعد احکم الحاکمین کے حضور بھی جوابدہ ہوگا لہٰذا واقفین نو کے والدین اور معاشرے کے ذمہ دار افراد کا فرض ہے کہ وہ قوم کے ان نونہالوں کی صحیح تربیت کی طرف متوجہ ہوں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سلسلہ میں واقفین نو کے والدین سے جو توقعات وابستہ کر رکھی ہیں انہیں ہر صورت میں پورا کرنا چاہیئے۔ اسی شمارہ میں واقفین نو کے لئے نصاب شائع کیا جا رہا ہے اسے پڑھ کر بچوں کو پڑھانے اور عمل کرانے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اس سلسلہ میں قبل ازیں بھی بدر کے شمارہ سنہ ۵۱ میں شائع کیا جا چکا ہے۔ اس کا مطالعہ بھی والدین کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ واقفین نو کے لئے لندن میں حضور کی نگرانی میں ایک ڈیسک کام کر رہا ہے والدین کو چاہیئے کہ ان سے باقاعدہ رابطہ رکھیں اور ضروری امور کو اپنے پاس بھی محفوظ رکھیں۔

سب سے ضروری امر یہ ہے کہ خود بھی اور ان بچوں کے ہاتھ سے بھی حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم سب اس قومی ذمہ داری کو احسن طریق سے نبھانے والے ہوں۔ وباللہ التوفیق

(قریشی محمد فضل اللہ)

اپنی خلوت گاہوں کو ذکرِ الٰہی سے معمور کرو!

اعلانات نکاح اور تقاریب شادی و رخصتانہ

(۱) :- خاکسار کے بیٹے عزیز اسرائیل احمد کی شادی کے سلسلہ میں ۱۶ جنوری کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں اجتماعی دعا کرائی اور ۱۰ جنوری کو عزیزہ سعدیہ شیریں بنت مکرم نسیم احمد صاحب مرحوم آف مونگھیر کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔

(۲) :- اسی طرح دوسرے بیٹے عزیز ذوالقرنین کی شادی کے موقعہ پر ۲۶ جنوری کو محترم صاحبزادہ صاحب نے ہی بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں دعا کرائی۔ ۱۳ جنوری کو مونگھیر میں ہی عزیزہ کوثر جہاں بنت مکرم لئے کے رضی احمد صاحب مرحوم کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ دونوں رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(خورشید احمد پربھاکر درویش قادیان)

(۳) :- مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیزہ شاہدہ نسرین بنت مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی (یادگیری) کا نکاح عزیز سید اشفاق احمد ابن مکرم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ مرحوم کے ساتھ مبلغ ایک لاکھ ایک ہزار روپے حق مہر پر ۵ فروری بروز جمعہ بنجارہ فنکشن ہال میں پڑھا اس موقعہ پر کثیر تعداد میں سرکاری و غیر سرکاری سرکردہ اصحاب نے شرکت کی محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے خطبہ نکاح میں نکاح سے متعلق مقدس اسلامی تعلیمات بیان فرمائیں اور آپسی محبت و پیار کو فروغ دینے پر زور دیا۔ جملہ حاضرین نے اس خطبہ کو توجہ اور غور سے سنا اور اچھا اثر لیا۔

(سلطان احمد ظفر مبلغ انچارج حیدر آباد)

(۴) :- ۳ مئی ۱۹۹۳ء کو عزیزہ حسین بانو صاحبہ بنت مکرم محمد الطاف صاحب مرحوم کا نکاح مکرم ساجد علی صاحب ابن مکرم اسحاق احمد صاحب مرحوم ساکن امروہہ کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پر خاکسار نے پڑھا۔ اسی روز تقریب رخصتانہ بھی عمل میں آئی۔ رشتہ بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (محمد تاج سید مبشر مبلغ سلسلہ مقیم امروہہ)

(۵) :- محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیزہ آنسہ راشدہ سلمہا بنت محترم محمد عبد الحق صاحب انسپکٹر وقف جدید ساکن قادیان کا نکاح مکرم عثمان خان صاحب ابن مکرم سبحان خان صاحب ساکن کرڈاپلی اڑیسہ کے ساتھ مبلغ دس ہزار ایک (۱۰۰۰۱/-) روپے حق مہر پر ۱۹ مارچ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (تشکرانہ فنڈ اعانت بدر ۱۵/- روپے)

(سید صباح الدین قادیان)

(۶) :- خاکسار کی بیٹی عزیزہ جنید سلمہا کی تقریب شادی و رخصتانہ ہمراہ P.K علی صاحب ابن مکرم کو حینی احمد صاحب آف کاکناڈ ضلع ارناکلم مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۹۳ء بخیر و خوبی انجام پائی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ رشتہ کے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے (اعانت بدر ۵۰/- روپے)۔

(عبد الرزاق صدر جماعت احمدیہ الیپی۔ کیرلہ)

جواب ہو تو ایسا بقیہ صفحہ ۹

کر الگ کرنے لگ گئے "

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ ۸۸-۸۹)

(۴) :- اوپر کے واقعات عیسائیوں کے گندے حملوں کے جواب میں تھے۔ بدقسمتی سے عیسائیوں کی گندہ ذہنی کی نقل بعض بدقسمت مسلمانوں نے کرلی چنانچہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دعوے کا انکار کرنے والے مسلمانوں میں سے بعض نے استہزاء کا طریقہ اور استہزاء کی ادائیں عیسائیوں سے حاصل کیں اور حضرت اقدس کے خلاف اعتراض اسی انداز میں پیش کیا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ارشاد خداوندی (ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا ...... الظّٰلِمِیْنَ۔ التحریم ع ۲) کے مطابق مومنوں کی مثال کے لئے ایسی عورتیں چنی گئیں۔ جو پاکبازی کا بہترین تمثیل بن گئیں۔ یعنی حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت آسیہ زوجہ فرعون کی مثال دی گئی ہے۔ صاحب عرفان کے لئے اس تمثیل میں بہت سی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس میں بہت عظیم الشان پیغامات ہیں۔ حضرت اقدس امام مہدی علیہ السلام نے اپنی تصنیف کشتی نوح میں اس عرفان کا ذکر فرمایا ہے۔

جس طرح عیسائیوں نے یہ اندازہ نہیں کی کہ جو اعتراض وہ کر رہے ہیں تو ہم کے اعتراض خود ان پر بدبختی سے پڑتے ہیں۔ اسی طرح بعض بدقسمت مسلمانوں نے اعتراض کرنے کی یہ ادائیں بھی حاصل کرکے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خلاف استعمال کیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ نومبر ۱۹۹۲ء) کہ مجھے یاد ہے ایک دفعہ پاکستان کا ایک مُلاں سوال و جواب کی مجلس میں آیا اور اس نے بڑے طنز کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ سوال اُٹھایا کہ مرزا صاحب نے تو لکھا ہے کہ ایک وقت ایسا آیا کہ میری مریمی حالت ہو گئی اور اس مریمی حالت میں میں بہت تکلیف میں سے گذرا اور پھر میرے روحانی بچہ ہوا۔ اور وہ مسیح ہے۔ جو میں ہوں تو بتائیے کہ اُن کے اوپر کیا کیا گذری۔ مرزا صاحب کے کس طرح بچہ ہوا ہوگا اور کس طرح حمل ٹھہرا؟ کس کا حمل تھا وغیرہ وغیرہ۔ اس نے بہت نمک مرچ لگایا اور بڑے نخروں کے ساتھ یہ اعتراض اُٹھایا بڑی بھاری مجلس تھی سینکڑوں آدمی اس میں شامل تھے اور اس نے مجلس کے مزاج کو بگاڑنے کے لئے بہت ہی طنز کے ساتھ کام لیا۔

مَیں نے اس سے کہا کہ مولوی صاحب آپ نے بات ختم کرلی ہے تو اب مجھ سے میری بات سن لیجئے قرآن کریم نے یہ فرمایا ہے کہ مومنوں کے لئے دو عورتوں کی مثالیں ہیں۔ ایک مریم کی اور ایک امرأۃ فرعون کی تو آپ نے اپنے لئے اعلیٰ مثال تو نہیں چُنی۔ اس پر تو آپ نے مذاق شروع کر دیئے ہیں۔ مریم کی مثال تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے رہنے دی ہے تو اگر آپ مومن ہیں تو آپ کے لئے اس بات سے مفر نہیں ہے کہ اعلیٰ مثال نہیں چُنتے تو کم سے کم ادنیٰ مثال ہی اپنے اوپر صادق کرکے دکھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مریمی حالت میں سے گذر کر اس روحانی پاکبازی کا نمونہ دکھایا۔ جس میں شیطان کے مَس کے بغیر روحانی اولاد نصیب ہوتی ہے اور کوئی ذاتی تمنا کوئی ذاتی خواہش کوئی گندا جذبہ جو شیطان سے نکلتا ہے اُس روحانی ولادت میں کارفرما نہیں ہوتا ورنہ ہزار ہا لوگ ایسے ہیں جن کی تمنا ہوتی ہے کہ وہ روحانی ترقی کریں۔ نفس اُن کو دھوکہ دیتا ہے قسم قسم کے توہمات الہام بن جاتے اور کئی قسم کے پیغامات کے غلط مطلب نکالتے اور اپنے مراتب بڑھاتے رہتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کی مثال مریم کی سی ہے مریم نے کسی ناپاکی کے خیال کو دل میں نہیں آنے دیا اور اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے اس کو ایک روحانی بچہ عطا فرمایا تو مومن کی ہر ترقی دل کی پاکیزگی سے وابستہ ہوتی ہے۔ اس میں غیر اللہ کا اور شیطان کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ میں نے کہا اِن معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپ کو وہ کامل مومن ثابت کر دکھایا جس کی اعلیٰ مثال مریم کی سی ہے آپ اس کو قبول نہیں کرتے۔ اب میں آپ کے الفاظ میں یہ پوچھتا ہوں کہ آپ اگر فرعون کی بیوی بنتے ہیں تو فرعون نے آپ سے کیا کیا اور آپ پر کیسی کیسی واردات

(بقیہ اسی صفحہ کے کالم نمبر ۱ کے نیچے دیکھیں)

گذریں۔ جس طرح آپ نخروں سے مسیح موعودؑ پر اعتراض کرتے اور مجھ سے پوچھ رہے تھے اب اسی مجلس میں آپ اپنی داستانیں سنائیں۔

اچانک مجلس کا مزاج اس کے اوپر اُلٹ گیا وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہنسنے کی تیاری کر رہے تھے وہ مولوی صاحب کی طرف دیکھتے تھے اور ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ اب یہاں سے بھاگو۔ (بدر ۲۷ دسمبر ۱۹۹۲ء صفحہ ۵-۶)

← واقعی جواب ہو تو ایسا ہو۔

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ

بھی تقریباً گزر چکے ہیں۔ اور اب تابعین کا وہ گروہ باقی ہے جو صحابہ کے زمانہ میں چھوٹی عمر کا تھا۔

حضور نے فرمایا۔ نسلاً بعد نسلٍ یہ تیسرا جوڑ بنتا ہے۔ اور اگر اس جوڑ کی ہم نے حفاظت کی اور اپنی آئندہ نسلوں کے نگران ہوئے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں کوئی خطرہ نہیں۔ اس ضمن میں حضور انور نے فرمایا قرآن مجید کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنے آباؤ اجداد کے ذکر کو زندہ رکھتے ہیں ان کی عظیم خوبیاں نسلاً بعد نسلٍ قوموں میں زندہ رہتی ہیں۔ پس اگر ہم اپنی موجودہ نسلوں کی ویسی ہی تربیت کرنا چاہتے ہیں جیسے پہلی نسلوں نے ہماری کی تو ہمیں اپنے بزرگ آباء کی خوبیوں کو نئی نسل کے سامنے کثرت سے لانا ہوگا۔ اپنے بزرگ آباء کے حوالے سے اپنی اعلیٰ روایات کو زندہ رکھنا ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا مجھے افسوس ہے کہ اس تعلق میں جماعت نے ویسی کوششیں نہیں کی جیسا کہ حق تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ ان کے بعد آنے والے بعض بزرگ تابعین جنہوں نے غیر معمولی قربانیاں کی ہیں ان کا ذکر نئی نسل بھول رہی ہے۔ اور ان بزرگ لوگوں کا ذکر اب صرف کتابوں میں رہ گیا ہے۔ حضور نے فرمایا یہ انداز زندہ رہنے کا انداز نہیں اس لئے ہمیں اپنی نسل میں اپنے بزرگ روحانی آباؤ اجداد کا ذکر کو بھرنا ہوگا۔ حضور انور نے فرمایا۔ میں نے ساری دنیا میں اُن خاندانوں کو جو صحابہ کی اولاد ہیں یہ نصیحت کی تھی کہ وہ اپنے بزرگوں کے ذکر کو زندہ رکھیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ ابھی اس پر کما حقہٗ عمل نہیں ہوا۔

اس ضمن میں حضور انور نے احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ لوگ جو صحابہ کی اولاد ہیں اور اب کسی وجہ سے جماعت سے دور ہو گئے اور اُن میں خشکی پیدا ہو گئی ہے۔ ان کو قریب لانے کے لئے بھی یہ نہایت کارآمد نسخہ ہے کہ اُن سے ان کے بزرگ آباء کے حوالہ سے بات شروع کی جائے ان کے سامنے احمدیت کے لئے اُن کے آباؤ کی قربانیوں کا ذکر کیا جائے حضور نے فرمایا میرا تجربہ ہے کہ جب اس رنگ میں بات کی جائے تو ایسے لوگوں میں تربیتی باتوں کا اور نصیحت کا نیک اثر ہوتا ہے

مجلس شوریٰ کے متعلق نصیحت کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ میں نے بارہا بیان کیا ہے کہ مجلس شوریٰ خلافت کے بعد جماعت احمدیہ میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ حضور پُر نور نے فرمایا مجالس شوریٰ میں شامل ہونے والوں کو ہمیشہ یہ محسوس کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں دیکھ رہا ہے اُن کے مشوروں پر ان کی طرز گفتگو پر اس کی گہری نظر ہے۔ اس لئے شوریٰ میں شامل ہونے والوں کو ہمیشہ انکسار اور تواضع کا نمونہ دکھانا چاہیئے مشورہ خدا کے خاطر دینا ہے۔ خواہ اُسے قبول کیا جائے یا نہ۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس سے قبل شوریٰ کے اجلاسات میں بنیادی اہمیت کی حامل کئی نصیحتیں جماعت کو کر چکا ہوں۔ شوریٰ کے اجلاسات کی یہ کیسٹس اراکین شوریٰ کو سنائی جانی چاہئیں۔۔ گذشتہ سال بیلجئم میں مجلس شوریٰ منعقد ہوئی تھی۔ اس مجلس شوریٰ کی ریکارڈنگ تمام ممالک کو حاصل کرنی چاہیئے اس میں ایسے بہت سے اُمور مل جائیں گے جن کا اراکین شوریٰ کے لئے سمجھنا نہایت ضروری ہے حضور نے فرمایا مجلس شوریٰ میں شامل ہونے والوں کو ہر قسم کے نفسانی خیالات سے آزاد ہو کر مجلس میں بیٹھنا چاہیئے۔ اور دعاؤں سے مدد لینی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں:

واقفین نو میں بچپن سے ہی سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت پیدا کریں۔

ہندوستان کی مختلف جماعتوں میں

جلسہ ہائے یوم مسیح موعود علیہ السّلام کا بابرکت انعقاد

حسب سابق امسال بھی ہندوستان کی احمدی جماعتوں نے یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بابرکت جلسے شان و شوکت سے منائے۔ اور اپنی خوشکن رپورٹیں بغرض اشاعت بدر ارسال کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی اور علم و ایمان میں برکت دے۔ تنگیٔ صفحات کی وجہ سے ایسی جماعتوں کے صرف نام بغرض دعا و ریکارڈ شائع کئے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

جماعت احمدیہ قادیان، شیموگہ، آسنور، کلکتہ، سونگھڑہ منارگھاٹ، وڈمان، آنڑاپورم، کمرڈاپلی، شاہجہانپور، کانپور، یادگیر، امروہہ، ساگر، تیماپور، سوریاکنی، بنارس، چنتہ کنٹہ بنگلور، عثمان آباد، لجنہ اماء اللہ قادیان، ساگر، شیموگہ، محی الدین پور سونگھڑہ، بھدرک، کانپور، کوسمبی، خدام الاحمدیہ آسنور، پالسی۔

ضروری ہدایات بابت

جلسہ سالانہ یو۔کے ۱۹۹۳ء

منعقدہ ۳۰-۳۱ر جولائی و یکم اگست ۱۹۹۳ء

جلسہ سالانہ یو۔کے۔ مورخہ ۳۰-۳۱ر جولائی اور یکم اگست ۱۹۹۳ء کو اسلام آباد (ٹلفورڈ سرے) میں بمنظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جو افراد اس جلسہ میں شرکت کے خواہشمند ہیں اُن سے درج ذیل ضوابط کی پابندی کی گذارش کی جاتی ہے۔

(۱)۔ اپنے قافلہ کا ایک امیر مقرر کر لیا جائے (۲)۔ دعوت نامہ (سپانسر شپ) (ہندوستانی احباب کے لئے محترم ناظر صاحب اعلیٰ کے دستخط سے تصدیق شدہ) اپنے پاس رکھیں۔ جو لندن مشن پہنچ کر دکھانا ہوگا۔ (۳)۔ لندن ہیتھرو اور گیٹوک کے ہوائی اڈوں پر استقبالیہ کمیٹی کے خدام موجود ہوں گے۔ اُن سے رابطہ فرما لیا جائے۔ اپنی آمد سے قبل فلائیٹ نمبر۔ تاریخ۔ سفر کرنے والے افراد کی تعداد اور کس جہاز سے سفر کر رہے ہیں۔ یہ تفاصیل لندن مشن کو فراہم کرنے سے RECEIVE کرنے میں سہولت رہے گی۔ (۴) تمام مہمانان کرام کو لندن مشن اور جلسہ گاہ اسلام آباد لانے لیجانے کا ٹرانسپورٹ کا انتظام کیا گیا ہے۔

(۵) LONDON MOSQUE سے قریبی ریلوے اسٹیشن "ساؤتھ فیلڈ" اور اسلام آباد جانے کے لئے قریب کا ریلوے اسٹیشن "فارنہام" ہے۔ اس TUBE RAILWAY سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ (۶)۔ انگلینڈ میں بائیں ہاتھ ڈرائیو کرنے کا RULE ہے بڑی شاہراہوں پر ستر میل اور دوسری سڑکوں پر تیس میل فی گھنٹہ رفتار سے گاڑی چلانے کا RULE ہے (۷)۔ اگر ممکن ہو سکے تو اپنے رشتہ داروں کے پاس قیام کیا جائے۔ عام طور پر جلسہ کے مہمانوں کا قیام جماعت کے زیر انتظام خیموں (MARQUEES) میں ہوتا ہے بستر کے لئے لحاف تکیہ چادر رقم ادا کر کے وہاں سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

(۸)۔ تین وقت کا کھانا لندن مشن اور اسلام آباد میں فری تقسیم ہوگا۔ نیز چائے کا ہر وقت انتظام ہوگا۔ یہ تمام سہولتیں ۲۳ر جولائی تا ۹ر اگست رہیں گی۔

احباب جماعت احمدیہ بھارت کے امراء و صدر صاحبان کے لئے تحریر ہے کہ وہ اس جلسہ میں شمولیت کے خواہشمند افراد کے نام پتہ، پاسپورٹ نمبر اپنی تصدیق کے ساتھ نظارت ہذا میں جلسہ سے جلد بھجوا دیں تاکہ انہیں سپانسر شپ، دعوت نامہ بھجوانے کی کاروائی کی جائے۔

ناظر امور عامہ قادیان

جلسہ یوم خلافت

خلافت اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت عظمیٰ ہے اور یہ نعمت محض خدا کے ہی فضل سے دائمی طور پر جماعت احمدیہ میں قائم ہے۔ جملہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ حسب دستور اپنی اپنی جماعتوں میں مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۹۳ء کو جلسہ یوم خلافت کا شایان شان انعقاد کریں۔ جس میں مقررین کرام اس ابدی انعام اور اُس کی برکات نیز خلافت کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالیں۔ اجلاسات کی روئیداد نظارت ہذا میں بھجوائیں۔

نوٹ:۔ جماعتیں اپنی سہولت کے مطابق انعقاد اجلاسات کی تاریخ میں ردّ و بدل کر سکتی ہیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

عیدالاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی کا انتظام

"حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صاحب استطاعت مسلمان پر عیدالاضحیہ کی قربانی دینے کو ضروری قرار دیا ہے۔ ارشادگرامی کے مطابق احباب جماعت مقامی طور پر قربانی دیتے ہیں۔ اور بعض دوست یہ خواہش کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے عیدالاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی دینے کا انتظام کر دیا جائے تو امارت مقامی کی طرف سے ہر سال ایسا انتظام کر دیا جاتا ہے۔

جو احباب قادیان میں قربانی دینے کے خواہش مند ہوں ان کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ قادیان میں قربانی کی شرائط کو پورا کرنے والے جانور کی اوسط قیمت مبلغ ۸۰۰/- روپے ہے بعض احباب کی خواہش ہوتی ہے کہ عید کے موقعہ پر اچھے جانور کی قربانی کی جائے تو اس امر کا خیال رہے کہ لازماً ایسے جانور کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت

منعقدہ ۲۲-۲۳-۲۴/ اکتوبر سنہ ۱۹۹۳ء

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے سولہویں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کے پندرھویں سالانہ اجتماع کے لئے اکتوبر ۹۳ء کی ۲۲-۲۳-۲۴/ تاریخیں منظور فرمائی ہیں۔ چنانچہ ان تاریخوں میں انشاء اللہ قادیان دارالامان میں یہ اجتماع منعقد ہوگا۔ قائدین کرام سے گذارش ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ خدام و اطفال کو اس بابرکت اجتماع میں شرکت کرنے کی تحریک کریں اور قائدین خود بھی تشریف لائیں اجتماع کا تفصیلی پروگرام بذریعہ سرکلر مجالس کو بھجوایا جا رہا ہے۔

صدر اجتماع کمیٹی مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

درخواست دُعا:۔ مکرم امیر احمد صاحب درویش قادیان کافی عرصہ سے احمدیہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ موصوف کافی کمزور ہو گئے ہیں صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

(ادارہ)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹرز:۔
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE :- 04524 - 649.

روایتی زیوارات جدید فیشن کیساتھ
لتھرا جیولرز
M/S PARVESA KUMAR S/O SH. GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES.
AND SOLID BRASS NOVELTIES / GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS: 4376/4B. MURARI LAL LANE, ANSARI ROAD, NEW DELHI - 110002 (INDIA)
PHONES. 011-3263992, 011-3282643.
FAX - 91-11-3755121, SHELKA, NEW DELHI.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

طالبانِ دُعا:۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ میسنگو لین۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبویؐ
طَلَبُ الْحَلَالِ جِہَادٌ
(حلال رزق طلب کرنا بھی جہاد ہے)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"
— (کشتی نوح) —
NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER
WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.
پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب
ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جُوتے

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
باقی پولیمرز۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:۔
43-4023-5137-3566
YUBA
QUALITY FOOT-WEAR